فہرست

لمعات: (جرأت مندانہ اقدام کی ضرورت)	ادارہ	3
قائداعظمؒ کے تصور کی اسلامی مملکت	ادارہ	5
مسلمانوں کے زوال میں تصوف کا کردار	خواجہ ازہر عباس، فاضل درسِ نظامی	7
بلاتبصرہ	ادارہ	14
اگر آئینہ نہ ہوتا؟	عطاء الحق قاسمی	21
آئینۂ قرآن	محمد عمر دراز	24
قرآن مجید کے خلاف گہری سازش	غلام احمد پرویزؒ	29

ENGLISH SECTION

Mao Zedong and The Qur'an
By Iqbal Muhammad &Brig. Taimur Afzal Khan (Retd) 1
AS-SALAAT
By Shahid Mahmood Butt 11

طلوعِ اسلام کا لٹریچر یہاں سے دستیاب ہے

نیچے درج کئے گئے کتب خانوں سے طلوعِ اسلام ٹرسٹ کی تمام کتب، دروس القرآن کی تمام جلدیں، اسلامی کتابیں اور لائبریری کے لئے تمام موضوعات پر ہر قسم کتب رعایتی نرخوں پر خریدنے کے لئے تشریف لائیں۔

1- کلاسک بک سیلرز، 42، دی مال (ریگل چوک) لاہور۔ فون: 042-37312977، موبائل: 0300-4442226

2- سانجھ بک سیلرز، بک اسٹریٹ 46/2، مزنگ روڈ، لاہور۔ موبائل: 0333-4051741

3- مسٹر بکس، بک سیلرز، سپر مارکیٹ، اسلام آباد۔ فون: 051-2824805-2278843

4- البلال بک ڈپو، اردو بازار، کراچی۔ موبائل: 0344-2502141	5- شہباز بک ایجنسی، اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-32632664
6- مذہبی کتب خانہ، اردو بازار، کراچی۔ موبائل: 0331-2716587	7- شاہ زیب انٹر پرائزز، اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-32214259
8- علمی کتاب گھر، اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-32628939	9- مکتبہ دارالسلام، اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-32212269
10- محمد سلیم، قرآن سینٹر، اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-32210770	11- محمد علی، کارخانہ اسلامی کتب، اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-32631056

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لمعات

جرأت مندانہ اقدام کی ضرورت

طلوع اسلام مسلسل کئی برسوں سے کہتا چلا آ رہا ہے کہ پاکستان کی ہر روز بڑھنے والی کمزوری اور (خاکم بدہن مآل کار) تباہی کا بنیادی سبب یہ ہے کہ یہاں کے ارباب حل وعقد میں جرأت کا فقدان ہے۔ ان کی حالت یہ ہے کہ زمانے کے تقاضے انہیں آگے کی طرف کھینچتے ہیں لیکن عوام میں غیر مقبول ہو جانے کا دھڑکا انہیں پیچھے کی طرف دھکیلتا ہے۔ جو کچھ ان کے دل میں ہوتا ہے وہ کھلے طور پر زبان پر نہیں لاتے کہ اس سے ان کی مقبولیت میں فرق آ جائے گا اور جو کچھ عوام چاہتے ہیں اس پر یہ لوگ دل سے یقین اس لئے نہیں رکھتے کہ حالات کا تقاضا ان کے بالکل خلاف جاتا ہے۔ کئی برس سے اس ملک میں یہ رسہ کشی جاری ہے اور اس کے اندر بندھی ہوئی قوم کی ہڈیاں اور پسلیاں ایک ایک کر کے ٹوٹ چکی ہیں۔ طلوع اسلام ان حضرات سے ایک بار نہیں بیسیوں مرتبہ کہہ چکا ہے کہ اگر آپ دل سے یقین رکھتے ہیں کہ یہاں کا مُلّا جس چیز کو مذہب کہتا ہے، وہ انسان کو آدمیت کی صف میں جگہ دینے کے بھی قابل نہیں چھوڑتا تو کھلے بندوں اس کا اعلان کیجئے اور خدا کی کتاب کو لے کر اس کی روشنی میں مملکت کا نظام متشکل کر لیجئے اور اگر آپ کا یہ یقین ہے کہ یہ سب کچھ عہد کہن کی باتیں ہیں تو پھر جرأت سے کام لیجئے اور کہئے کہ مذہب کو سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ مملکت کے امور مصلحت کے تقاضوں کے مطابق طے پائیں گے۔ اس سے اور نہیں تو آپ پاکستان کو دنیا کی دیگر غیر مذہبی مملکتوں کی صف میں تو لے آئیں گے۔ یہ موجودہ روش جس میں آپ نہ شتر بنتے ہیں نہ مرغ، اس کا نتیجہ ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ یہ ہم نہیں کہہ رہے خود خدا کا ارشاد ہے جس نے واضح الفاظ میں کہا ہے:

اَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ (2:85)-

جن لوگوں کی بھی روش یہ ہوتی ہے کہ وہ دو کشتیوں میں پاؤں رکھ کر چلتے ہیں ان کا انجام ذلت و رسوائی اور تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوا کرتا۔

اگر اس مملکت میں کوئی ایک شخص بھی ایسا پیدا ہو گیا جس نے اس قلندرانہ جرأت سے کام لیا تو وہ اس قوم کو اس دلدل سے نکال کر باہر لے جائے گا۔ اگر اس کے ہاتھ میں قرآن ہوا تو وہ اس قوم کو اس مقام پر لے جائے گا جس کے متعلق قرآن نے کہا ہے کہ وہاں نوع انسانی کو امامت ملا کرتی ہے اور وہ قرآن سے بے بہرہ ہوا تو ہر چند ہمارے لئے (جو اس خطۂ زمین

میں قرآنی نظام کو دیکھنے کے متمنی ہیں) یہ صورتِ حالات بے حد رنج دہ ہوگی لیکن موجودہ صورت سے تو وہ حالت بہر حال بہتر ہو گی کیونکہ اس سے اور کچھ نہیں تو یہ قوم اس جذام سے تو نجات پا جائے گی جس میں یہ صدیوں سے مبتلا چلی آ رہی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پھر یہی قدم قرآنی نظام کی تشکیل کا پیش خیمہ بن جائے۔ بہر حال، ضرورت ہے ایک جرأت مندانہ اقدام کی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قرآن حکیم کے طالب علموں کے لیے خوشخبری

علامہ غلام احمد پرویزؒ کے سات سو سے زائد دروسِ قرآنی پر مبنی تفسیری سلسلہ کے تحت بزمِ طلوعِ اسلام لاہور کی طرف سے مندرجہ ذیل تفسیری کتب کی اشاعت الگ الگ جلدوں میں ہو چکی ہے۔ یہ جلدیں 20x30/8 کے بڑے سائز کے بہترین کاغذ پر خوبصورت طباعت اور مضبوط جلد بندی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام کتاب	سورہ نمبر	صفحات	نیا ہدیہ	نام کتاب	سورہ نمبر	صفحات	نیا ہدیہ
سورہ الفاتحہ	(1)	240	160/-	سورۃ النمل	(27)	280	225/-
سورہ الفاتحہ (سٹوڈنٹ ایڈیشن)	(1)	240	110/-	سورہ القصص	(28)	334	250/-
سورۃ البقرہ (اول)	(2)	500	350/-	سورہ عنکبوت	(29)	388	275/-
سورۃ البقرہ (دوم)	(2)	538	350/-	سورہ روم، لقمان، السجدہ	(30,31,32)	444	325/-
سورۃ البقرہ (سوم)	(2)	500	350/-	سورہ احزاب، سبا، فاطر	(33,34,35)	570	325/-
سورہ النحل	(16)	334	250/-	سورہ یٰسین	(36)	164	125/-
سورہ بنی اسرائیل	(17)	396	275/-	29 واں پارہ (مکمل)	----	544	325/-
سورۃ الکہف و سورہ مریم	(18-19)	532	325/-	30 واں پارہ (مکمل)	----	624	325/-
سورہ طٰہٰ	(20)	416	275/-				
سورۃ الانبیآء	(21)	336	225/-				
سورۃ الحج	(22)	380	275/-				
سورۃ المؤمنون	(23)	408	300/-				
سورۃ النور	(24)	264	200/-				
سورۃ الفرقان	(25)	389	275/-				
سورۃ الشعرآء	(26)	454	325/-				

ملنے کا پتہ: ادارہ طلوعِ اسلام (رجسٹرڈ)، 25/B، گلبرگ 2، لاہور، فون نمبر: 4546 3571-42-92+

بزم ہائے طلوعِ اسلام اور تاجر حضرات کو ان ہدیوں پر تاجرانہ رعایت دی جائے گی۔ ڈاک خرچ اس کے علاوہ ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قائداعظمؒ کے تصور کی اسلامی مملکت

''اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز ہمیشہ پیشِ نظر رہنا چاہیئے کہ اس میں اطاعت اور وفا کیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے جس کی تعمیل کا واحد ذریعہ قرآنِ مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے نہ کسی پارلیمان کی۔ نہ کسی اور شخص یا ادارہ کی۔ قرآنِ کریم کے احکام ہی سیاست یا معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کے حدود متعین کرتے ہیں۔ اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول اور احکام کی حکمرانی ہے اور حکمرانی کے لئے آپ کو علاقہ اور مملکت کی ضرورت ہے۔''

(عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن کے طلباء کو انٹرویو)

قرآنِ کریم کی جامعیت

اس حقیقت سے ہر مسلمان واقف ہے کہ قرآن کے احکام مذہبی اور اخلاقی حدود تک محدود نہیں۔ مشہور مؤرخ گبنؔ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ:

''بحرِ اٹلانٹک سے لے کر گنگا تک' ہر جگہ قرآن کو ضابطۂ حیات کے طور پر مانا جاتا ہے۔ اس کا تعلق صرف الٰہیات تک نہیں بلکہ وہ مسلمانوں کے لئے سول اور فوجداری قوانین کا ضابطہ ہے جس کے قوانین نوعِ انسان کے تمام اعمال و احوال کو محیط ہیں اور یہ قوانین غیر متبدل منشائے خداوندی کے مظہر ہیں''۔

اس کے بعد قائداعظمؒ فرماتے ہیں:

''اس حقیقت سے سوائے جہلاء کے ہر شخص واقف ہے کہ قرآن مسلمانوں کا بنیادی ضابطۂ زندگی ہے جو معاشرت' مذہب' تجارت' عدالت' فوج' دیوانی' فوجداری اور تعزیرات کے ضوابط کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ مذہبی رسوم ہوں یا روزمرہ کے معمولات۔ روح کی نجات کا سوال ہو یا بدن کی صفائی کا۔ اجتماعی حقوق کا سوال ہو یا انفرادی واجبات کا۔ عام اخلاقیات ہوں یا جرائم۔ دنیاوی سزا کا سوال ہو یا آخرت کے مؤاخذہ کا۔۔۔ ان سب کے لئے اس میں قوانین موجود ہیں۔ اسی

لئے نبی اکرمﷺ نے حکم دیا تھا کہ ہر مسلمان قرآنِ کریم کا نسخہ اپنے پاس رکھے اور اس طرح اپنا مذہبی پیشوا آپ بن جائے''۔

(تقاریر۔ جلد دوم۔ ص۳۰۰)۔

تھیا کریسی نہیں ہوگی!

پاکستان' کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی نے ابھی پاکستان کا آئین مرتب کرنا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس آئین کی آخری شکل کیا ہوگی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ اسلام کے بنیادی اصولوں کا آئینہ دار' جمہوری انداز کا ہوگا۔ اسلام کے یہ اصول آج بھی اسی طرح عملی زندگی پر منطبق ہو سکتے ہیں جس طرح وہ تیرہ سو سال پہلے ہو سکتے تھے۔ اسلام نے ہمیں وحدتِ انسانیت اور ہر ایک کے ساتھ عدل و دیانت کی تعلیم دی ہے۔ آئینِ پاکستان کے مرتب کرنے کے سلسلے میں جو ذمہ داریاں اور فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں' ان کا ہم پورا پورا احساس رکھتے ہیں۔ کچھ بھی ہو' یہ مسلمہ بات ہے کہ پاکستان میں کسی صورت میں بھی تھیا کریسی رائج نہیں ہو گی' جس میں حکومت مذہبی پیشواؤں کے ہاتھ میں دے دی جاتی ہے کہ وہ (بزعمِ خویش) خدائی مشن کو پورا کریں۔

(فروری ۱۹۴۸ء بہ حیثیتِ گورنر جنرل)

MATRIMONIAL

For our U.S. citizen graduate daughter, 29 years old, working in reputed firm, we are looking decent, educated & professional U.S. citizen aging 35 years. Contact with Bio-Introduction and picture via E-mail.

برائے رابطہ: شاہد وسیم

Email: shahid@ribbonbazaar.com, novum123@ribbonbazaar.com

ایک عظیم قرآنی خزانہ

قرآن مجید پر غور و فکر کرنے والوں کے لئے خوشخبری

مفکرِ قرآنِ مجید علامہ پرویزؒ صاحب کی زندگی بھر کی قرآنی بصیرت کو دیکھا اور سنا جا سکتا ہے۔

WWW.QURANBREEZE.COM, WWW.TOLUISLAM.COM

سی ڈی اور کتب کی خریداری ☆ بیرون ملک bazmdenmark@gmail.com, PDF.EBOOK

☆ اندرون ملک' فون: 35753666 42 92+ ' ای میل: trust@toluislam.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خواجہ ازہر عباس، فاضل درسِ نظامی
azureabbas@hotmail.com
www.azharabbas.com

مسلمانوں کے زوال میں تصوف کا کردار

قرآن کریم نے مسلمانوں کو تمام انسانیت کا نگران اور ایک ایسی امت قرار دیا ہے جو بین الاقوامی حیثیت رکھتی ہے اور جو دنیا کی تمام اقوام سے یکساں فاصلے پر ہو نہ کسی کی طرف مائل نہ کسی کی طرف سے غافل 2:143- قرآن کریم نے مسلمانوں کا Goal خود یہ متعین فرما دیا ہے کہ مسلمان تمام اقوام کے اعمال و افعال کا محاسبہ کرتے رہیں اور تمام نوعِ انسانی میں وحدت قائم رکھیں۔ نہ صرف تمام انسانیت کی نگرانی کرتے رہیں بلکہ وہ نوع انسانی کی بہبود و فلاح کے امور بھی سرانجام دیتے رہیں۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان تمام امور کو جنہیں قرآن کریم نے درست قرار دیا ہے، ان کو قانوناً نافذ کریں اور جنہیں وہ غلط قرار دیتا ہے ان کو قانوناً روک دیں 3:109- قرآن کریم نے مسلمانوں کی ذمہ داری قرار دی ہے کہ وہ قرآنی نظام قائم کریں (3:83, 3:19, 4:60, 61:9, 9:33 نیز دیگر اور آیات)۔ اس نظام کے مقاصد کی فہرست میں تو کافی امور آجاتے ہیں لیکن ان تمام مقاصد عالیہ کا نقطۂ ماسکہ عدل کا قیام ہے۔ قرآن کریم کی رو سے عدل کا مفہوم نہایت وسیع ہے۔ خارجی کائنات ہو یا انسانوں کی دنیا، سب عدل کے تصور کے گرد گردش کرتی ہے۔ عدالتی یا قانونی عدل بھی اسی کا ایک گوشہ ہے اور اس عدل کے قیام پر قرآن کریم کا اس قدر شدید اصرار ہے کہ مسلمانوں کو واضح حکم دیا گیا ہے کہ وہ دشمنوں کے ساتھ بھی عدل کریں مبادا کہ ان کی دشمنی مسلمانوں کو عدل سے روک دے۔ مزید یہ کہ قرآن کریم اسی عدل کو تقویٰ قرار دیتا ہے:

اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (5:8)-

ان دشمن قوم سے بھی عدل کرو کہ یہ عدل کرنا ہی تقویٰ ہے۔

قرآن کریم نے اس نظام کے قیام کے لئے حضور ﷺ کو حکم فرمایا کہ چونکہ تم کو دن میں بہت کام کرنا ہوتا ہے اور تم سارے دن اس کے قیام کی کوشش میں لگے رہتے ہو 73:7- اس لئے تم رات کے وقت قرآن میں غور و فکر کر کے، اس کے قیام کے جو اقدامات اختیار کرنے ہیں، ان کی راہنمائی رات کو ہی حاصل کر لیا کرو تاکہ دن میں ان کو Implement کرسکو 17:79- اس تمام سرتوڑ کوشش

اورسعی وعمل کی وجہ سے **عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا** (17:79)- یہ جلدی ممکن ہو جائے گا کہ تمہیں اس نظام کے سربراہ ہونے کی وجہ سے وہ مقام حاصل ہو کہ ساری دنیا پکار اٹھے کہ نظام ربوبیت کے سربراہ کا ایسا ہی قابلِ حمد وستائش مقام ہونا چاہئے۔ حضورﷺ کو یہ مقام محمود اسی دنیا میں حاصل ہوا اور یہ مقام محمود اس لئے حاصل ہوا کہ حضورﷺ نے جو نظام قائم فرمایا تھا' اس سے اللہ تعالیٰ کے تمام وعدے پورے ہو گئے تھے۔ اسی نظام کے ذریعے مومنین کی تمام دعائیں قبول ہوتی تھیں۔ اس نظام کے نتائج ہی ثواب اللہ ہوتے ہیں' اسلامی نظام کے قیام کے بغیر کسی بھی عمل کا ثواب حاصل نہیں ہوسکتا۔ ثواب کوئی ذہنی یا خیالی چیز نہیں ہوتا بلکہ اسلامی نظام میں سرانجام کردہ اعمال کے نتائج کو قرآن نے ثواب اللہ قرار دیا ہے:

ثَوَابُ اللّٰهِ خَيۡرٌ لِّمَنۡ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا (28:80)-

جو شخص ایمان لائے اور اچھے کام کرے' اس کے لئے تو خدا کا ثواب اس سے کہیں بہتر ہے۔

اسلامی نظام کے محسوس کردہ نتائج ثواب اللہ ہوتے ہیں 5:85- اسی طرح معاشی خوش حالیاں بھی صرف وہ ہی جائز ہیں جو قرآنی نظام کے ذریعے حاصل ہوں:

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ (11:86)-

اگر تم مومن ہو تو خدا کا بقیہ تمہارے واسطے کہیں اچھا ہے۔

دنیا میں نظام عدل وانصاف قائم و برقرار رکھنے کے سلسلہ میں مسلمانوں کو یہ بھی حکم ہے کہ اگر مومنین کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ اور جو فریق زیادتی کرے' تم اس سے لڑو' یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کرے 49:9- قرآن کریم میں جو احکامات مسلمانوں کو دیئے گئے ہیں ان میں سے چند کا تذکرہ تحریر کیا گیا ہے۔ آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہوگا کہ ان تمام احکامات کو سرانجام دینے کے لئے اس دنیا میں قوت و طاقت کی ضرورت ہے اور یہ طاقت اور قوت مسلمانوں کو ان کے نظام کی وجہ سے حاصل ہوسکتی ہے جبکہ تصوف طاقت حاصل کرنے کے خلاف ہے۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد تصوف کے موضوع کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ یہ بات واضح رہے کہ صدرِ اول میں تصوف کا کوئی وجود نہیں تھا۔ اس دور میں نظام کا قیام ہی سب سے بڑی روحانیت شمار کیا جاتا تھا۔ جس نظام کے قیام سے مقام محمود حاصل ہو سکتا ہو' اس سے بڑی اور کیا روحانیت ہوسکتی ہے۔ جب ملوکیت اور پیشوائیت نے غلبہ حاصل کرلیا تو عبادت کا تصور بھی بدل گیا۔ صدر اول میں اسلامی حکومت کی اطاعت ہی عبادت خداوندی شمار ہوتی تھی لیکن ملوکیت کے دور میں عبادت کا مفہوم پرستش میں

تبدیل ہو گیا۔ جب ایک مرتبہ عبادت کا مفہوم پرستش میں بدل جائے تو پھر پرستش کی کوئی حد و انتہا نہیں رہتی۔ پھر خوئے پرستش روز بروز بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ تصوف پرستش کی انتہائی شکل ہے۔ صدر اول کے بعد سے ہم مسلمانوں کا سارا طویل عرصہ پرستش کا حامی اور خوئے پرستش کا گرویدہ رہا ہے' اس لئے تصوف سے چھٹکارا حاصل کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اور اسی وجہ سے تصوف کو اس درجہ فروغ حاصل ہوا کہ ساری قوم اس میں ڈوبی چلی آ رہی ہے اسی وجہ سے تصوف کے اسلامی اور غیر اسلامی ہونے کی بحثیں ہوتی رہی ہیں لیکن اب موجودہ دور میں' قرآن کریم کے قمر منیر کی روشنی پھیلنے کے بعد تصوف کی حیثیت وہ نہیں رہ سکتی۔ تصوف کے متعلق بحثیں مذہب میں ہوسکتی ہیں' دین میں نہ تو تصوف کا سوال پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی تصوف کے حسن و قبح پر بات کرنے کی گنجائش باقی رہتی ہے۔ کیونکہ تصوف تو دین کا نقیض ہے۔ تحریک طلوع اسلام نے جب دین کے قیام کی دعوت دینی شروع کی تو اس نے ان تمام رکاوٹوں کی بھی نشاندہی کر دی جو قیام دین میں مانع ہوتی ہیں۔ ان رکاوٹوں میں سب سے بڑی رکاوٹ پرستش اور تصوف ہی ہیں۔ اس تحریک نے تصوف کے موضوع پر اس قدر تحریر کیا کہ اس نے تصوف کو بالکل عریاں کر کے رکھ دیا اور یہ بات بالکل واضح کر دی کہ تصوف کے بنیادی نظریات قرآن کے خلاف ہیں اور تصوف ہی مسلمانوں کے زوال کا باعث ہے۔

تصوف کا سارا دارومدار روح کے تصور پر قائم ہے۔ کیونکہ تصوف روح کی پاکیزگی اور اس کے تزکیہ کا مدعی ہے لیکن قرآن کریم میں روحِ انسانی کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ قرآن کریم میں روحِ خداوندی کا ذکر تو ضرور ہے لیکن روح انسانی کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ وضعی روایات میں روح کا تذکرہ ملتا ہے اور وضعی روایات کی وجہ سے ہی روح کا غلط تصور مسلمانوں میں رواج پا گیا ہے۔

روح کے موضوع کے بارے میں کئی تفصیلی مضامین خدمت عالی میں پیش کئے جا چکے ہیں۔ ان سب کا اعادہ وقت کا ضیاع ہے۔ صرف ذہن میں مستحضر کرنے کے لئے مختصراً دو اصولی باتیں عرض خدمت ہیں۔

روایات کی وجہ سے ہمارے ہاں عام نظریہ یہ ہے کہ رحم مادر میں استقرار حمل کے ایک مدت (چار ماہ) کے بعد جنین کے مردہ جسم میں روح ڈالی جاتی ہے تو اس جنین میں زندگی پیدا ہو جاتی ہے اور جب انسان مرتا ہے تو یہ روح جسم انسانی سے نکل کر عالم برزخ میں چلی جاتی ہے لیکن جنین کو مردہ تصور کرنا ہی غلط ہے۔ اب تو یہ بات میڈیکل سائنس سے بھی ثابت ہو چکی ہے کہ نر اور مادہ کے جسم سے خارج ہونے والا نطفہ مردہ نہیں ہوتا۔ وہ تو خود زندہ ہوتا ہے' اس میں روح ڈالنے کا نظریہ ہی غلط ہے۔

قرآن کریم نے رحم میں جنین کی ارتقائی منازل

کو بڑی تفصیل سے بار بار' کئی مقامات پر بیان کیا ہے۔

سورہ مومنون میں ارشاد ہوتا ہے''اور ہم نے آدمی کو گیلی مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اس کو ایک محفوظ جگہ (رحم مادر) میں نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر ہم نے نطفہ کو جما ہوا خون بنایا۔ پھر ہم نے منجمد خون کو گوشت کا لوتھڑا بنایا۔ پھر ہم نے ہی لوتھڑے کی ہڈیاں بنائیں۔ پھر ہم نے ہی ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ پھر ہم نے ہی اس کو ایک دوسری صورت میں پیدا کیا **23:14**- آیۂ کریمہ نے رحم مادر میں جنین کی ارتقائی منازل کی تفصیل سے نشاندہی کر دی ہے لیکن اس ساری تفصیل میں ادخال روح کا کوئی اشارہ تک نہیں ملتا۔

روحِ انسانی کا تصور بالکل غیر قرآنی ہے۔ جب روح ہی موجود نہیں تو روح کے تزکیہ اور روحانیت کی ساری عمارت زمین بوس ہو جاتی ہے۔ تصوف کا تو سارا دارومدار ہی روح پر ہے۔ روح کے تصور کی تردید سے تصوف اور روحانیت کی کلی طور پر نفی ہو جاتی ہے۔

قرآن کریم نے یہ نظریہ عنایت فرمایا ہے کہ یہ کائنات ایک خاص مقصد کے لئے بالحق تخلیق کی گئی ہے:

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ (45:22)-

اور اللہ نے سارے آسمانوں اور زمین کو حکمت و مصلحت سے پیدا کیا تاکہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ مل جائے۔

دوسری جگہ ارشاد عالی ہے:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلاً ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا (38:27)-

اور ہم نے آسمان و زمین اور جو چیزیں ان کے درمیان ہیں بیکار پیدا نہیں کیا یہ ان لوگوں کا خیال ہے جو کافر ہیں۔

آپ غور فرمائیں کہ قرآن کریم کا تو یہ کہنا ہے کہ جو لوگ اس مادی دنیا کو باطل گردانتے ہیں وہ مومن نہیں بلکہ کافر ہیں۔ اور یہاں یہ صورت ہو رہی ہے کہ تصوف کی ساری بنیاد ہی اس خلاف قرآن تصور پر قائم ہے کہ دنیا کا کوئی حقیقی وجود ہی نہیں ہے۔ وہ ہی نظریہ جو قرآن کریم کفار کا بیان کرتا ہے' تصوف نے اس کو ہی اپنی بنیاد بنا دیا ہے۔ اس نظریہ (وحدت الوجود) کو شاعری میں خوب فروغ حاصل ہوا۔ عربی شعراء نے تو نظریہ کو زیادہ پیش نہیں کیا۔ عربی میں ابن الفارض نے اس کو اپنا موضوع بنایا ہے لیکن فارسی شاعری میں تو یہ نظریہ تقریباً ہر شاعر کے ہاں موجود ہے۔ آپ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

کلما فی الکون وھم او خیال

او عکوس فی المرایاء او ظلال

(ترجمہ) دنیا میں جو کچھ بھی ہے وہ صرف وہم ہے یا خیال

ہے یا شیشہ میں عکس ہے اور یا سایہ ہے۔ (حقیقی وجود کسی چیز کا نہیں ہے)۔

پناہ بلندی و پستی توئی
ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی
غفلت سے اپنا طالب دیدار آپ ہوں
میرا ہی چہرہ ہے جو نہاں ہے نقاب میں
کارفرما ہے فقط حسن کا نیرنگِ خیال
چاہے وہ شمع بنے، چاہے وہ پروانہ بنے

اس قسم کے ہزاروں اشعار ہیں جو کائنات کے وجود کے قائل نہیں ہیں اور غالب کا تو سارا کلام، خواہ وہ اردو میں ہو خواہ فارسی میں اسی نظریہ کا داعی ہے۔ مثنوی شریف میں بھی سارا یہی عقیدہ بیان ہوا ہے۔ شاعری میں چونکہ زیادہ کشش ہوتی ہے اس لئے یہ وحدۃ الوجود کا نظریہ خوب پھیلا پھولا۔ لیکن قرآن کی رو سے اس نظریہ کی بنیاد کفار کے نظریہ پر مبنی ہے۔ (38:27)۔

قرآن کریم علم انسانی کی اساس، انسانی حواس پر رکھتا ہے وہ فرماتا ہے:

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُولاً (17:36)۔

کان، ناک اور دل ان سب کی باز پرس ہونی ہے۔ قرآن کریم نے علم کے حصول کے ذرائع ان حواس کو ہی ٹھہرایا ہے اور جو لوگ ان حواس سے کام نہ لیں انہیں حیوان سے بدتر قرار دیتا ہے لیکن تصوف اس علم کو نہ صرف کوئی اہمیت نہیں دیتا بلکہ وہ اس علم کے خلاف ہے۔ کائنات کے وجود کو حقیقی نہ سمجھنا اور علم انسانی کی تنقیص کرنا، تصوف کی بنیادیں شامل ہیں، جو کوئی قوم بھی یہ دو نظریات اختیار کرے گی، ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ زوال پذیر ہی ہوگی۔ وہ کبھی بھی سائنس کے علوم میں کوئی دلچسپی نہیں لے سکتی۔ وہ کائنات کی قوتوں کو مسخر نہیں کرے گی۔ اس کے علاوہ یہ لازمی بات ہے کہ اس قوم کا دنیا کی طرف ایک منفی رویہ Negative Attitude ہو جائے گا۔ وہ قوم دنیا کو نفرت کی نظر سے دیکھے گی۔ چونکہ ہماری ساری قوم تصوف میں ڈوبی چلی آ رہی ہے اور یہ دونوں نظریات اس قوم میں جاری وساری اور رائج وشائع ہیں۔ اس لئے مسلمان قوم دوسری اقوام سے علوم انسانی میں بالکل پست جگہ پر ہیں اور یہی دو نظریئے ان کے زوال کے باعث ہیں۔

اب ہماری بازیابی کی صرف ایک صورت باقی ہے کہ ہم روحِ انسانی کے غلط نظریہ سے چھٹکارا حاصل کریں۔ اور تزکیہ روح کا یہ طریقہ کہ کونوں، گوشوں اور زاویوں میں بیٹھ کر، پرستش کرنے سے تزکیہ روح ہوتا ہے، اس نظریہ کو غلط قرار دیں، اس کے برخلاف اس بات پر ایمان لائیں کہ جو معاشرہ حق کی بنیادوں پر قائم ہوگا صرف وہ معاشرہ ہی ذات کی نشو ونما کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ معاشرہ میں ذات کی نشو ونما کے لئے قرآن کریم نے فرمایا کہ:

وَاَنفِقُوا خَيۡراً لِّاَنفُسِكُمۡ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفۡسِهِ فَاُولَٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُونَ (64:16)-

اور اپنی بہتری کے واسطے خرچ کرو اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو ایسے لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

قرآن کریم بار بار اس بات کو دہراتا ہے کہ جو کچھ تم دوسروں پر خرچ کرتے ہو اس کے متعلق یہ نہ سمجھو کہ وہ دوسروں کے کام آیا اور تمہیں اس کا کچھ فائدہ نہیں ہوا وہ فرماتا ہے کہ یہ خود **لِاَنفُسِكُمۡ** تمہارے اپنے نفس کی بہتری اور نشوونما کے لئے ہے۔ وہ کہتا ہے کہ دوسروں پر خرچ کرنے سے تمہاری اپنی ذات کی نشوونما ہوتی ہے:

وَمَا تُنفِقُوا مِنۡ خَيۡرٍ فَلِاَنفُسِكُمۡ (2:272)-

تم جو کچھ خرچ کرتے ہو یہ خود تمہاری ذات کے لئے ہے۔

پھر فرمایا:

وَمَن تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفۡسِهِ (35:18)-

جس نے تزکیہ حاصل کیا اس نے اپنے ہی فائدہ کے واسطے تزکیہ حاصل کیا۔

پھر ارشاد عالی ہے:

وَمَا اَنفَقۡتُم مِّن شَيۡءٍ فَهُوَ يُخۡلِفُهُ (34:39)-

جو کچھ بھی تم خرچ کرتے ہو وہ تمہارے ہی فائدہ کے لئے ہے۔

تزکیہ نفس کے لئے قرآن کریم نے ایک اصولی قانون بیان فرمایا ہے کہ:

الَّذِیۡ يُؤۡتِیۡ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى (92:18)-

جو کوئی بھی اپنا مال دوسروں پر صرف کرتا ہے، اس کے نفس کا تزکیہ ہوتا چلتا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ عمل ایک معاشرہ میں ہی ہو سکتا ہے، گوشوں زاویوں میں نہیں ہو سکتا۔

یہ بات بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ ہمارے ہاں جو حضرات تصوف کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے اوراد و وظائف کے ذریعے روح کی کثافت دور کر کے اس کی نظافت و طہارت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ اس بات پر غور نہیں فرماتے کہ غیر اسلامی مملکت میں زندگی بسر کرنا تو خود ایک جرم عظیم ہے۔ غیر اسلامی نظام میں سرمایہ داری اور ربٰو کا ہونا ایک لازمی امر ہے، اس لئے غیر اسلامی نظام میں کمایا ہوا رزق کا ایک ایک لقمہ حرام ہوتا ہے۔ جس رزق کی تقسیم قانون خداوندی کے مطابق نہیں ہوتی بلکہ انسانوں کے خود ساختہ قوانین کے مطابق ہوتی ہے اس رزق کا ہر لقمہ حرام ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا

ہے:

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (5:44)-

جو قانون خداوندی کے مطابق فیصلے نہ کریں تو وہ کافر ہیں۔

ان فیصلوں کا اطلاق سیاسی فیصلوں کے ساتھ ساتھ معاشی فیصلوں پر بھی ہوتا ہے‘ اس لئے رزق صرف وہ حلال ہے جس کی تقسیم ما انزل اللہ کے مطابق کی گئی ہو۔ ہر شخص کو علم ہے کہ ہماری حکومت کا سارا کاروبار سودی نظام پر چل رہا ہے اور ہم سب سودی کاروبار میں ملوث ہیں۔ ہماری تنخواہیں اور پنشن سب سودی ہیں‘ یہاں تک کہ جو چندے مدارس عربیہ کو دیئے جاتے ہیں وہ بھی اسی سودی نظام کا ایک حصہ ہیں۔ سود کھانا اللہ و رسول کے خلاف کھلی کھلی جنگ کرنا ہے (2:279)- جو لوگ اللہ تعالیٰ کے خلاف برسرپیکار ہوں ان کی روح سے‘ اوراد و وظائف کے ذریعہ کس طرح کثافت دور ہوسکتی ہے۔ قرآن کی رو سے تو اصل مومن تو وہ ہے جو صرف اسلامی نظام کے تحت زندگی بسر کرتا ہے‘ کیونکہ اسی نظام میں رہ کر نفس کی نشوونما ہوتی ہے‘ انسان کی ساری مضمر صلاحیتیں برومند ہوتی ہیں۔ اس نظام میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس نظام کے ذریعہ اللہ کے وعدے پورے ہوتے ہیں۔ صرف اس نظام کے ذریعے اعمال کا ثواب ملتا ہے اور اعمال نتیجہ خیز ہوتے ہیں۔ غیر اسلامی نظام میں چونکہ ارکان اسلام نتیجہ خیز نہیں ہوتے‘ اس لئے ان کا کوئی ثواب نہیں ملتا۔ ثواب تو اسلامی نظام میں اعمال کا Return ہوتا ہے۔ ہمارے علماء کرام ایصال ثواب پر تو بہت اصرار کرتے ہیں لیکن یہ غور نہیں فرماتے کہ کسی عمل کا ثواب بھی مل رہا ہے یا نہیں۔ ہم جیسے لوگ جو اسلامی نظام میں زندگی بسر نہیں کرتے‘ اور طاغوتی نظام میں زندگی بسر کرنے پر راضی اور آمادہ ہوں وہ صرف پیدائشی اور مردم شماری کے رجسٹر کے مسلمان ہیں۔ ہم وہ مسلمان نہیں **فَمِنْهُم مَّن قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ** (33:23)- یہ وہ مومنین ہیں کہ قرآنی حکومت قائم کرنے کے لئے کچھ نے جان دے کر اپنا وعدہ پورا کر دیا اور باقی اس انتظار میں ہیں کہ وہ کب اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے میدان جنگ میں اترتے ہیں۔

واخردعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

انسانیت کی آخری پناہ گاہ

خواجہ ازہر عباس صاحب کی نئی کتاب ''انسانیت کی آخری پناہ گاہ'' خوبصورت گیٹ اپ کے ساتھ شائع ہوگئی ہے۔ 400 صفحات‘ قیمت صرف 200 روپے علاوہ ڈاک خرچ ادارہ طلوع اسلام سے دستیاب ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بلا تبصرہ

روزنامہ آواز لاہور 17-10-2011

مذہبی انتہا پسندی معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے''عوام کی عدالت'' میں فیصلہ۔

جیو کے پروگرام میں انیق احمد' رانا شفیق' مفتی عبدالقوی ودیگر کے دلائل'

جیوری نے مقدمہ منظور کرلیا۔

لاہور (آواز نیوز) جیو کے پروگرام ''عوام کی عدالت'' میں ''مذہبی انتہا پسندی ہمارے معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے'' کا مقدمہ پیش کیا گیا' حاضرین پر مشتمل عوامی جیوری نے طرفین کے مکمل دلائل سننے کے بعد 97 فیصد کے اکثریتی فیصلے سے مقدمہ منظور کرلیا۔ پروگرام کی میزبانی کے فرائض افتخار احمد نے انجام دیئے۔ مقدمہ کی حمایت میں دلائل دیتے ہوئے ممتاز اسکالر انیق احمد نے کہا کہ مسئلہ یہ ہے کہ وہ لوگ دین کو پیش کر رہے ہیں جو قرآن کریم' سیرت پاک کی اصل روح سے دور ہو کر چل رہے ہیں۔ مقدمہ کی مخالفت کرتے ہوئے جمعیت الحدیث کے مرکزی راہنما رانا شفیق پسروری نے کہا کہ ہمارے ہاں کوئی انتہا پسندی نہیں ہے۔ ممتاز عالم دین مفتی عبدالقوی نے بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا کہ مذہب کا انتہا پسندی سے کوئی تعلق نہیں ہے' مذہب احترام انسانیت کا درس دیتا ہے۔ پروگرام میں موجود حاضرین نے پرجوش سوالات کئے جن کا شرکاء نے مدلل انداز میں جواب دیا۔

روزنامہ آواز لاہور 19-10-2011

سرکاری حج وفود بھیجنا مقدس عبادت کو سیاست زدہ کرنا ہے' بھارتی سپریم کورٹ

نئی دہلی (آواز نیوز) بھارتی سپریم کورٹ نے سرکاری حج وفود بھیجنے پر سخت ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مرکزی حکومت کا یہ عمل حج کی مقدس عبادت کو سیاست زدہ کرنا ہے' جسٹس آفتاب عالم اور جسٹس رنجنا پرکاش ڈیسائی پر مشتمل بنچ نے ممبئی ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیل کی سماعت کے دوران حکومت کو ہدایت کی کہ آئندہ برس نئی حج پالیسی تشکیل دی جائے جس کو سپریم کورٹ مانیٹر

کرے گی۔

روزنامہ ایکسپریس لاہور 19-10-2011

مرد کو انصاف کی شرط پر چار شادیوں کی اجازت ہے: مفتی نعیم

اجازت مخصوص حالات میں ہے' ناصرہ جاوید' فرنٹ لائن میں فوزیہ سعید' شرمیلا کی بھی گفتگو

لاہور (مانیٹرنگ ڈیسک) ممتاز مذہبی سکالر اور جامعہ بنوریہ کراچی کے سربراہ مفتی محمد نعیم نے کہا ہے کہ شریعت نے مرد کو ایک وقت میں چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی ہے' بشرطیکہ وہ سب کے ساتھ انصاف اور تمام بنیادی ضروریات پوری کر سکے' دوسرا نکاح کرنے کے لئے پہلی بیوی سے اجازت لینا ضروری نہیں' صدر ایوب خان نے لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے اس حوالے سے کمیٹی بنادی' اس میں وہ سب لوگ شامل تھے' جو مغربی معاشرے سے متاثر تھے' دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت لینے کا صدر ایوب کا قانون شرعی لحاظ سے غلط ہے' حلال طریق سے نکاح کی خواتین کیوں مخالفت کرتی ہیں' جبکہ مغرب میں ایک سے زیادہ نکاح کرنے کی اجازت نہیں۔ ایکسپریس نیوز کے پروگرام فرنٹ لائن میں گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آمر کا بنایا ہر قانون ختم کر دیا گیا ہے مگر نجانے کیوں آمر ایوب خان کا بنایا دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت لینے کا شریعت سے متصادم قانون ختم نہیں کیا گیا' قرآنی آیات قیامت تک کے لئے نازل ہوئی ہیں' ناصرہ جاوید ان کو غلط طور پر استعمال نہ کریں' قرآن پاک صرف جنگ احد کے لئے نازل نہیں ہوا' ناصرہ جاوید حضورﷺ کے اسوہ حسنہ سمیت سب چیزوں کو سامنے رکھیں' یہ اپنے موقف پر اللہ سے توبہ کریں' کوئی آیات کسی خاص واقعہ کے لئے نہیں' یہ جس چیز پر بات کر رہی ہیں' اس کا انہیں کوئی علم نہیں' صحابہؓ نے حضورﷺ کے بعد بھی ایک سے زیادہ شادیاں کیں' ایک شادی یا دوسری شادی کے لئے اجازت کی پابندی کا سلسلہ جاری رہا تو بدکاری عام ہو جائے گی' پہلی بیوی سے چھپا کر دوسری شادی کرنا بھی غلط نہیں' دوسری شادی کے لئے بار بار پہلی سے اجازت کی بات کی جارہی ہے' اس کی تو ضرورت ہی نہیں ہے' کرکٹر سہیل تنویر نے پہلی بیوی سے چھپا کر دوسری شادی کر کے کوئی غلط کام نہیں کیا۔ جسٹس (ر) ناصرہ جاوید اقبال نے کہا کہ دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت کا قانون بنانے کی کمیٹی کے سربراہ چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس رشید تھے' اس کمیٹی میں مغرب زدہ نہیں تھے' انہوں نے اپنی مرضی سے مختلف مسالک کے لوگ رکھے تھے' ایوب خان نے اپنا ایک آئین رائج کیا' جس کے تحت سیاسی نظام بنا' جس نے قانون پاس کر دیا۔ ناصرہ جاوید نے کہا کہ یہ دیکھنا ہوگا کہ وہ کونسا پس منظر تھا'

جس میں مردوں کوایک وقت میں چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی' یہ جنگ احد کا واقعہ تھا' ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت والی آیات مخصوص حالات میں نازل ہوئیں۔ انسانی حقوق کی کارکن فوزیہ سعید نے کہا کہ ایک سے زیادہ شادیوں کا قرآن میں حکم نہیں دیا گیا' آج سماجی مسائل کے ہوتے ہوئے ایک بیوی اور اس کے بچے سنبھالنے کے لئے ایک مرد پر بہت اقتصادی بوجھ ہے' یہی ہونا چاہئے' میاں بیوی کا رشتہ بہت ٹرانسفارم ہوگیا ہے' کوئی بیوی دوسری شادی کرنے کی اجازت نہیں دے گی' لوگ اور طریقے سے بھی اجازت لے لیتے ہیں' ہمارے ہاں سکولوں اور کالجوں میں بہت کچھ ہوتا ہے' اپنے بچوں کو اچھی تربیت دینا ہے تو ایک شادی کریں۔ پیپلز پارٹی کی رکن سندھ اسمبلی شرمیلا فاروقی نے کہا کہ مفتی صاحب کے دلائل انتہا پسندانہ ہیں' قرآن کی ہر آیت کسی نہ کسی واقعہ کے پس منظر میں نازل ہوئی' یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی مرد چاروں بیویوں کو انصاف دے' اس معاشرے میں بدکاری تو پھیلی ہوئی ہے' لوگ تین تین چار چار شادیاں کر کے بھی باہر منہ مارتے ہیں' میں شادی کروں گی تو اپنے شوہر کو دوسری شادی کی اجازت نہیں دوں گی' کوئی بھی عورت اگر اجازت دے گی تو بحالت مجبوری دے گی' جس کے پیچھے برے حالات بھی ہوسکتے ہیں' مرد کو دوسری شادی کی اجازت ہے تو عورت کو بھی دوسری شادی کی اجازت دی جائے۔

روزنامہ ایکسپریس لاہور 20-10-2011

دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی کی اجازت ضروری نہیں: مفتی نعیم

جب سے الٹرا ساؤنڈ مشین آئی 60 لاکھ بچیاں دنیا میں نہیں آسکیں' جسٹس (ر) ناصرہ

سہیل تنویر نے مجھے دھوکہ دیا' بچی کا بھی نہیں سوچا' اہلیہ نوشین کی فرنٹ لائن میں گفتگو

لاہور (مانیٹرنگ ڈیسک) جسٹس (ر) ناصرہ جاوید اقبال نے کہا ہے کہ بین الاقوامی ادارے کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں جب سے الٹرا ساؤنڈ مشین آئی' 60 لاکھ بچیاں دنیا میں ہی نہیں آسکیں' ہندوستان میں یہ تعداد چالیس ملین ہوگی لیکن قابل مذمت فعل ہے۔ مرد کو دوسری شادی کے لئے اجازت کے حوالے سے ایکسپریس نیوز کے پروگرام فرنٹ لائن کے دوسرے حصے میں میزبان کامران شاہد سے گفتگو کرتے ہوئے ناصرہ جاوید نے کہا کہ قرآن میں آیا ہے کہ جس بچی کو زندہ دفن کیا گیا' وہ قیامت کے دن پوچھے گی کہ مجھے زندہ کیوں دفنایا گیا' قرآن شریف کی ہر آیت کا سیاق وسباق ہے' یہ کہیں نہیں کہ کوئی بھی مرد نکلے اور چار شادیاں کرلے۔ انہوں نے کہا کہ سابق وزیر اعظم محمد علی بوگرہ نے پسند سے دوسری شادی کرلی تو خواتین نے احتجاج شروع کردیا لیکن ان کی پہلی اہلیہ باہر آئیں اور

کہا کہ میں طلاق نہیں لوں گی' میرے بچے ہیں اور مجھے تحفظ چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری عدالت مرد کو بیویوں میں عدل قائم رکھنے کا حکم دینے کی مجاز ہے۔ مذہبی سکالر مفتی نعیم نے کہا کہ اگر پہلی بیوی نافرمان ہو اور مرد کی جسمانی ضرورت بڑھ جائے تو وہ پہلی کو بتائے بغیر دوسری شادی کر سکتا ہے' شریعت نے مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی ہے اور اس کے لئے پہلی بیوی سے اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں خواتین کی تعداد مردوں کے مقابلے میں زیادہ ہے' عمریں گزر جاتی ہیں اور یہ گھر میں بیٹھی رہ جاتی ہیں' تو کیا یہ بہتر نہیں کہ شادیاں کر لی جائیں' اس اقدام سے معاشرے میں بدکاری رک جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ اگر عدالتوں میں جا کر عورت کو انصاف نہیں ملتا تو ہماری عدالتوں کا قصور ہے' صحابہؓ کی زندگی ہمارے لئے نمونہ ہے' ہم ویسا ہی کریں گے۔ انہوں نے بتایا کہ عورت کو طلاق کا حق نہیں' خلع کا اختیار ہے۔ پیپلز پارٹی کی رہنما شرمیلا فاروقی نے کہا کہ ہر آیت کسی سیاق و سباق میں نازل ہوئی ہے' اسے اپنے مطلب کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے' ایک مرد دو بیویوں سے انصاف نہیں کر سکتا' کوئی بھی عورت دوسری شادی کی اجازت نہیں دے سکتی اور اگر خواتین ایسا کرتی ہیں تو ان کی کوئی مجبوری ہوتی ہے یا دباؤ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کرکٹر سہیل تنویر ایک معروف شخص ہیں' اس لئے ان کا مسئلہ منظر عام پر آ گیا لیکن ہمارے گلی کوچوں میں ایسے واقعات عام ہیں' علماء کو معاشرے میں مثبت کردار ادا کرنا چاہئے' پاکستان میں عورتوں کے قوانین کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی' ایسے مسائل کو عدالتیں اٹھاتی نہیں اور اٹھا لیں تو دس پندرہ سال بعد فیصلے آتے ہیں' جو شرمناک ہوتے ہیں۔ سماجی کارکن فوزیہ سعید نے کہا کہ اس بات سے حیرانگی ہوتی ہے جب مرد یہ کہتے ہیں کہ ہم تمام بیویوں سے انصاف کر رہے ہیں' مردوں کو خواتین کے احساسات بھی سمجھنے کی کوشش کرنا چاہئے' حقوق تو طلاق یافتہ خاتون کے بھی ہوتے ہیں لیکن ہمارا معاشرہ اس پر کلنک لگا دیتا ہے۔ کرکٹر سہیل تنویر کی پہلی اہلیہ نوشین نے پروگرام میں کہا کہ تنویر نے مجھے دھوکہ دیا' شیر خوار بچی کا بھی نہیں سوچا' میں نے ان سے بارہا کہا کہ لوگوں کو ہماری شادی کا بتا دو لیکن وہ ٹال مٹول کرتے رہے' ہماری شادی میں والدین شامل نہیں تھے' پسند کی شادی تھی' میں نے معاشی و سماجی ہر لحاظ سے سہیل کا ساتھ دیا لیکن اس نے مجھے کیوں چھوڑا' سمجھ نہیں آئی' سہیل نے صرف میرے ساتھ ہی نہیں' دوسری بیوی کے گھر والوں سے بھی دھوکہ کیا۔ نوشین نے اعتراف کیا کہ یہ میری غلطی ہے کہ جذبات کے تابع ہو کر شادی خفیہ رکھی۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات

قرآنی معاشرہ کے بغیر نہ کوئی مملکت اسلامی کہلا سکتی ہے نہ شریعتِ حقہ کی پابندی ہو سکتی ہے۔ اس معاشرہ

کے قیام کے لئے آپ کو اپنا سیاسی اور معاشی نظام بدلنا ہو گا۔ زندگی کی اقدار بدلنی ہوں گی۔ نگاہوں کا زاویہ بدلنا ہو گا۔ نصب العینِ حیات بدلنا ہو گا۔۔۔ مختصر الفاظ میں یوں کہئے کہ آپ کو اپنے مروجہ مذہب کی جگہ، جو دورِ عباسی کی ملوکیت، سرمایہ داری، اور عجمی تصورات کا پیدا کردہ ہے اور جس سے زندگی تعطل و جمود کی برفانی سلوں کے نیچے دب کر بے حس و حرکت ہو چکی ہے۔۔۔ وہ دین لانا ہو گا جسے خدا نے اپنی کتاب قرآنِ کریم میں نازل کیا اور اسے محمدﷺ رسول اللہ والذین معہٗ نے عملاً متشکل کر کے دکھایا تھا۔۔۔ اور یہ تبدیلی، بلکہ انقلاب لایا نہیں جا سکتا جب تک آپ نصابِ تعلیم نہ بدلیں اور ملک کے قوانین کو قرآنی حدود کے مطابق وضع نہ کریں۔ اس وقت تو اسلامی اور غیر اسلامی کی تمیز کا معیار یہ ہے کہ جو کچھ ہمارا قدامت پرست طبقہ کہے اور کرے وہ اسلامی اور جو کچھ اس کے خلاف ہو وہ غیر اسلامی۔ ان کی اچکن اور پاجامہ کرتا اور عمامہ اسلامی اور کوٹ پتلون غیر اسلامی۔ یہ اور ان کے بیوی بچے چوڑی دار پاجامہ پہنیں، تو عین مطابق شریعت، اور اگر کالج کے لڑکے اور لڑکیاں پتلون یا چھوٹی مہری کی شلوار پہن لیں تو قابل گردن زدنی۔ یہ اگر دن بھر میں پان میں اتنا تمبا کو کھا جائیں جو کئی آدمیوں کو مدہوش کرنے کے لئے کافی ہو تو بالکل جائز لیکن دوسروں کے سگریٹ اور پائپ فسق و فجور کی علامت۔ یہ کوٹھیوں میں رہیں اور کاروں میں سفر کریں تو خدمتِ دین اور تعلیم یافتہ طبقہ کی کوٹھیاں اور موٹریں عیاشی کی دلیل۔ المختصر

میں جو چُپ بیٹھوں بڑی کہلاؤں
شیخ چُپ بیٹھے، توکُّل ٹھہرے

اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنے حالیہ اجلاس میں جو سفارشات پیش کی ہیں ان پر علماء اور ان کی تنظیموں کا منفی ردعمل حسب توقع سامنے آ چکا ہے اور انہوں نے کونسل کی اکثر و بیشتر سفارشات کو شریعت کے منافی اور صدیوں کے اجماعِ امت کو نظر انداز کرنے کی کوشش قرار دیا ہے اور ان سفارشات کو یکسر مسترد کر دیا ہے۔ جب 1964ء میں صدر ایوب نے عائلی قوانین کا ایک نیا مسودہ پیش کیا تھا تو علماء کا ردعمل ویسا ہی تھا جیسا آج ہے لیکن یہ عائلی قوانین علماء کے تمام تر فتوؤں کے باوجود کوئی حکمران تبدیل نہیں کر سکا۔ اس وقت بھی صدر ایوب کے اقدامات کو شریعت کے منافی قرار دیا گیا تھا اور بڑے عرصے تک ڈاکٹر اسرار احمد سمیت بہت سے علمائے کرام ان عائلی قوانین کو منسوخ کرنے کی وکالت کرتے رہے تھے لیکن اب ایک عرصے سے اس محاذ پر خاموشی ہے۔ پاکستان کی موجودہ اسلامی نظریاتی کونسل نے جو سفارشات پیش کی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1- شوہر کو طلاق کا تحریری مطالبہ کرنے والی بیوی کو 90 روز کے اندر طلاق دینے کا قانونی پابند بنایا جائے۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں معینہ مدت

کے بعد نکاح فسخ قرار پائے گا۔ کونسل نے نکاح نامے کی طرح طلاق نامہ بھی تجویز کیا ہے اور حکومت سے کہا ہے کہ نکاح کی طرح طلاق کی رجسٹریشن بھی کی جائے اور بیوی پابند ہوگی کہ مہر اور نان نفقہ کے علاوہ اگر کوئی اموال یا املاک شوہر نے اسے دے رکھی ہیں اور اس موقع پر وہ انہیں واپس لینا چاہتا ہے تو عورت یا تو اس مال کو واپس کر دے اور دوسری صُورت میں تنازعے کے فیصلے کے لئے عدالت سے رجوع کرے۔

-2 کونسل نے یہ بھی تجویز کیا ہے کہ خاوند شادی کے وقت اپنی پہلی شادی کی صورت میں اپنے تمام اثاثہ جات کی تفصیل لکھ کر دے اور اگر وہ دوسری شادی کر رہا ہے تو اپنی پہلی بیوی اور بچوں کے بارے میں بھی مکمل تفصیلات نکاح نامے میں درج کرے۔

-3 کونسل نے یہ سفارش بھی کی ہے کہ جب خاوند پہلی مرتبہ اپنی بیوی کو طلاق دے تو اس کو ریکارڈ کر لیا جائے اور پھر جب وہ دوسری اور تیسری دفعہ طلاق دے تو اس پر شادی ختم ہو جائے گی اور طلاق واقع ہو جائے گی۔

-4 کونسل نے یہ بھی تجویز کیا ہے کہ موجودہ نکاح نامے میں ایک دفعہ کا اضافہ کیا جائے جس کے مطابق خاوند واضح طور پر اپنی بیوی کو طلاق کا حق دینے کا اعلان کرے اور موجودہ مبہم صورتحال کو واضح کر دیا جائے۔

-5 جس ملک میں عورتیں پڑھنے کے لئے سمندر پار، یونیورسٹیوں میں اکیلی جا رہی ہیں وہاں سفرِ حج کے لئے محرم کی پابندی کوئی معنی نہیں رکھتی۔

-6 کونسل یہ قانون بھی پاس کرانا چاہتی ہے کہ صاحب حیثیت لوگوں کو اپنے غریب اعزہ کی کفالت کرنے کا قانوناً پابند بنایا جائے۔

-7 رُویتِ ہلال کے حوالہ سے بھی کونسل کی سفارشات توجہ کے لائق ہیں جس سے عالمِ اسلام میں تین تین عیدوں کی بجائے ایک عید کا دن ہو اور عالمِ اسلام افتراق و انتشار کا شکار ہو کر جگ ہسائی سے بچ سکے۔

ہمارے نزدیک اسلامی نظریاتی کونسل کی تمام سفارشات اسلام کی روح کے منافی نہیں ہیں۔ ہم کونسل کے فاضل اراکین سے یہ درخواست کریں گے کہ وہ اپنی سفارشات کو قرآنِ کریم کے قریب تر لانے کی کوشش کریں۔ اس ضمن میں قرآنی احکام بڑے واضح اور متعین ہیں۔ ہماری گزارش ہے طلاق سے متعلق معاملات کے سلسلہ میں درجِ ذیل آیاتِ قرآنی کو ضرور مدِنظر رکھا جائے:-

4/130, 4/128, 4/34-35, 4/19-20,

2/236-37, 2/228-32

ہماری علمائے کرام سے دست بستہ گزارش ہے کہ وہ وقت کے تقاضوں کو سمجھیں۔ دنیا بڑی تیزی سے بدل رہی ہے۔ فتویٰ دینے کی بجائے نئی تجاویز پر غیر جذباتی انداز سے بالا ستیعاب غور فرمائیں، مسئلے کی ''لم'' کو سمجھ لیا جائے تو ''جزئی قوانین'' کو زمانے کے تقاضوں کے مطابق بدلنے میں کوئی قباحت نہیں ہوتی۔

تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے بنگلہ دیش میں ڈھاکہ کی ایک عدالت نے فیصلہ دیا کہ مسلمان عدالتوں کی موجودگی میں علماء کو پرائیویٹ فتوے دینے کا اختیار نہیں ہے۔ اس پر بہت شور مچا لیکن عدالت کی بات قائم رہی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس طرح کے فیصلے کی اہلِ پاکستان کو بھی ضرورت ہے۔ اگر ''افتاء'' سے متعلق پاکستان میں بھی کوئی قانون اور ضابطہ بن جائے تو بہت سے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کو فتوؤں سے متعلق بھی سفارشات مرتب کرنی چاہئیں۔ (طلوعِ اسلام)

آپ کی شکایت

یہ بھی درست کہ رسالہ نہیں پہنچا یا وقت پر نہیں ملا اور یہ بھی کہ تعمیل ارشاد میں تاخیر ہوئی یا اس میں کوئی فروگزاشت ہوئی۔

لیکن کیا آپ نے اس پر بھی غور فرمایا کہ آپ نے

۱۔ تبدیلی پتہ کی بروقت اطلاع دی ہے یا نہیں۔
۲۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر لکھا ہے یا نہیں۔
۳۔ زرِ شرکت ادا ہوا ہے یا نہیں۔
۴۔ اپنے علاقے کے پوسٹ کوڈ کی اطلاع دی ہے یا نہیں۔

اہم اعلان

ادارہ طلوع اسلام کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والے ماہنامہ طلوع اسلام کی

فی شمارہ قیمت 25 روپے

سال بھر کے لئے قیمت 300 روپے۔ (ادارہ طلوع اسلام)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عطاء الحق قاسمی
attaul.haq@janggroup.com.pk

اگر آئینہ نہ ہوتا؟

آج بیٹھے بیٹھے ذہن میں خیال آیا کہ اگر آئینہ ایجاد نہ ہوا ہوتا تو کیا ہوتا؟ ہم میں سے کسی کو پتہ ہی نہ چلتا کہ اس کی شکل کیسی ہے؟ ہم ساری عمر صرف اندازے ہی لگاتے رہتے' مثلاً کسی کی ستواں ناک کو چھو کر اس کا سائز نوٹ کرتے اور پھر اپنی ناک کا حدود اربعہ جانچتے اور اس کے بعد بھی شش و پنج میں ہی رہتے کہ آیا ہماری ناک ستواں ناک کی شرائط پر پوری اترتی ہے کہ نہیں؟ یہی کنفیوژن آنکھ' کان' پیشانی' ٹھوڑی اور چہرے کی لمبائی یا چوڑائی کی بابت بھی محسوس ہوتا۔ہمیں تو یہ بھی پتہ نہیں چلنا تھا کہ ہم گورے ہیں' کالے ہیں' گندمی ہیں یا سانولے ہیں۔سو اس ضمن میں بھی دوسروں کی ''معلومات'' پر انحصار کرنا پڑتا بلکہ ہم سب ایک دوسرے کی خوبصورتی اور بدصورتی کے بارے میں بھی ایک دوسرے پر انحصار کر رہے ہوتے' اس صورتحال کا ایک فائدہ بہرحال ہونا تھا اور وہ یہ کہ وہ جو نرگسیت کا شکار ہیں اور ہر وقت آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی بلائیں لیتے رہتے ہیں انہیں بھی دوسروں سے اپنا حسن کنفرم کرانا پڑتا۔ اس صورت میں کافی پیچیدگیاں بھی پیدا ہو سکتی تھیں مثلاً کوئی حسینہ کسی نامراد عاشق سے پوچھتی کہ میرا ''منہ مہاندرا'' کیسا ہے تو وہ جل کر کہتا ''در فٹے منہ'' جیسا ہے اور یوں ان ریمارکس کی وجہ سے وہ راندۂ درگاہ ٹھہرتا' اس کے برعکس یہ سوال اگر رقیب روسیاہ سے کیا جاتا تو وہ جواب میں کان پر ہاتھ رکھ کر تان لگاتا

تم چودھویں کا چاند ہو یا آفتاب ہو
جو کچھ بھی ہو خدا کی قسم لاجواب ہو

اور وہ بدبخت اس کے صلے میں من کی مرادیں پاتا!

آئینے کے حوالے سے ایک اور خیال ابھی ابھی ذہن میں آیا ہے اور وہ یہ کہ ممکن ہے اسی دور کے کسی ''سائنس دان'' نے آئینے کی ابتدائی صورت ایجاد کی ہو اور اس کی صورت کچھ یوں ہو کہ کسی کھلے برتن میں پانی جمع کر کے اس میں اپنی شکل و صورت کا جائزہ لیا جاتا ہو۔ بالوں میں کنگھی کی جاتی ہو' داڑھی میں وسمہ لگایا جاتا ہو' عورتیں اس ''آئینے'' کے سامنے سر نیہواڑ کر کنگھی سی کرتی ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کچھ تماشبین قسم کے لوگ پانی میں لہریں پیدا کر کے کسی کا رقص بھی دیکھتے ہوں۔ مجھے یقین ہے

کہ اس ''سائنسدان'' کے ذہن میں یہ خیال کسی ندی کے کنارے کھڑے ہو کر چاند کا عکس ندی میں نظر آنے سے پیدا ہوا ہوگا اور چونکہ ہر گھر میں ندی کا اہتمام ممکن نہ تھا لہٰذا اس نے کسی ''پرات'' سے ندی کا کام لینا شروع کر دیا ہو اور یوں یہ نعمت گھر گھر پہنچانے میں وہ کامیاب ہو گیا ہو تاہم اس نعمت کے گھر گھر پہنچنے میں کچھ زحمتیں بھی سامنے آئی ہوں گی۔ میاں بیوی میں جھگڑے شروع ہو گئے ہوں گے کہ تم نے آج تک مجھے کچھ سمجھا ہی نہیں ہمیشہ میرے ناک نقشے میں کیڑے ہی نکالتے رہے ہو یا رہی ہو' یہ آئینہ سامنے دھرا ہے۔ اس سے پوچھ لو کہ کون ''کوجھا'' ہے اور کون سوہنا ہے؟ تاہم مجھے یقین ہے کہ فیصلہ بالآخر اسی کے حق میں ہوتا ہوگا جو ''میں نہ مانوں'' کے کامیاب فارمولے پر آخری دم تک اڑا رہتا ہوگا!

اور سچی بات یہ ہے کہ جب سے سچ مچ کا آئینہ ایجاد ہوا ہے' اس ایجاد کی بدولت اردو کو بہت سی خوبصورت تراکیب' محاورے اور اشعار دستیاب ہوئے ہیں۔ تراکیب میں آئینہ خانہ اور آئینہ خیال ایسی تراکیب آئینے ہی کی دین ہیں' محاوروں میں آئینہ دکھانا اور آئینہ بنانا (حیران کرنا) ایسے بیسیوں محاورے موجود ہیں اور شاعری میں تو ہر طرف آئینہ ہی آئینہ نظر آتا ہے۔

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کے رہ گئے
صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا

تماشا کر اے محوِ آئینہ داری
تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں

آئینہ ٹوٹ بھی جائے تو کوئی بات نہیں
دل نہ ٹوٹے کہ یہ بکتا نہیں بازاروں میں

آئینے سے مستفید ہونے والوں میں فلم والے بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے چنانچہ

آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے

ایسے گیت وجود میں آئے!

باقی رہا آئینے کا سیاسی کردار' تو یہ ''ایجاد'' اس ضمن میں بھی کسی سے پیچھے نہیں۔ دنیا بھر کی سیاسی جماعتیں اپنی حریف جماعتوں کو آئینہ دکھاتی رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ فی الوقت سب سے بڑا آئینہ ہمارا پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا ہے جو بلاتمیز رنگ و نسل و مذہب و ملت سب کو آئینہ دکھاتا رہتا ہے لیکن یہ کوئی آسان کام نہیں ہے' اس کے لئے بڑا دل گردہ چاہئے کہ اس آئینے میں جس حکمران جس سیاسی جماعت یا جس خفیہ ایجنسی کو اپنی مکروہ شکل نظر آتی ہے۔ وہ آئینہ بردار کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جاتا ہے چنانچہ ابھی تک کئی آئینہ بردار اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں یا زخموں سے چور اپنے گھروں میں پڑے ہیں۔ گزشتہ دورِ آمریت میں جنرل پرویز مشرف تو ''جیو'' کا وہ ''آئینہ'' ہی توڑنے کے درپے تھے جو اس آمر کو اس کی اصل شکل دکھاتا تھا۔ تاہم سمجھدار لوگ آئینہ توڑتے نہیں' آئینہ خریدنے کی کوشش

کرتے ہیں اور اس وقت ہمارے درمیان کتنے ہی آئینہ فروش موجود ہیں جو ٹی وی ٹاک شوز اور کالموں میں حریت فکر کے علمبردار کا بہروپ دھار کر ہمارے سامنے آتے ہیں! ان بدنصیبوں کو دیکھ کر کبھی کبھی تو دل میں خیال آتا ہے کہ کاش ''آئینہ'' ایجاد ہی نہ ہوا ہوتا لیکن کیوں ایجاد نہ ہوتا؟ آخراللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کی پہچان تو کرانا ہی تھی!

(بشکریہ روزنامہ جنگ لاہور' 8-10-2011)

محترم خریدارانِ طلوع اسلام!

آپ کو مجلّہ طلوع اسلام جب بذریعہ ڈاک موصول ہوتو براہِ کرم لفافہ کو پھینکنے سے پہلے اس کے اوپر اپنے زرِشرکت سے متعلق تحریر کوضرور پڑھئے جس پرآپ کا خریداری نمبراور جس مہینہ اورسال تک آپ نے زرِشرکت ادا کیا ہو' وہ مہینہ اورسال اس طرح لکھا ہوتا ہے:

Subscription Paid Up to 12/2010 or 2011

اس طرح آپ کو اداشدہ یا واجب الاداز رِشرکت سے متعلق ایک نظرڈالنے پرمعلوم ہوتا رہے گا۔ نیز زرِشرکت بھیجتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضروردیجئے۔ ایڈریس کی تبدیلی کی صورت میں مہینہ کی 15 تاریخ تک ادارہ کومطلع کیجئے تا کہ اس ماہ کا پرچہ آپ کے نئے پتہ پرارسال کیا جاسکے۔

(ادارہ طلوع اسلام)

خریدارحضرات توجہ فرمائیں

مجلّہ طلوع اسلام کی درج ذیل خوبصورت جلدیں 275 روپے فی جلد علاوہ ڈاک خرچ دستیاب ہیں۔

70, 72, 73, 75, 76, 77, 83, 84, 85, 86, 87, 88, 91, 94, 98, 2000, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

محمد عمر دراز

آئینۂ قرآن

مَا اَنْزَلَ اللّٰہ کیا ہے؟

زِقرآں پیشِ خود آئینہ آویز!

اپنی زندگی کے معاملات کے فیصلے مَا اَنْزَلَ اللّٰہ کے مطابق نہ کرنے والے کافر ہیں' ظالم ہیں اور فاسق ہیں۔

وَمَن لَّمْ یَحْکُم بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ (5:44)-

وَمَن لَّمْ یَحْکُم بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ (5:45)-

وَمَن لَّمْ یَحْکُم بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (5:47)-

مَا اَنْزَلَ اللّٰہ کیا ہے؟

قرآن اور حدیث یا صرف قرآن؟

رسول اکرمﷺ کی لِسان مبارک سے قرآن کہلواتا ہے:

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَھَادَۃً قُلِ اللّٰہِ شَھِیْدٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ...... (6:19)-

''ان سے کہو! کونسی شہادت سب سے بڑی ہے؟ کہہ دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی شہادت ہے اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے۔''

قرآن' حضورﷺ کی طرف کیوں وحی کیا گیا ہے؟ ارشاد ہے:

لِاُنْذِرَکُم بِہٖ...... (6:19)-

''تاکہ میں اس کے ذریعے تمہیں (غلط روشِ زندگی کے تباہ کن نتائج سے) آگاہ کروں!''۔

صرف مخاطبینِ رسولﷺ ہی نہیں' ہم بھی:

وَمَن بَلَغَ...... (6:19)-

''اور انہیں بھی جن تک یہ بعد میں پہنچے!''۔

نبی اکرمﷺ کو (تمام باتیں اور) سب سے

اچھی باتیں اس قرآن کے ذریعے بتائی جاتیں تھیں جو آپ ﷺ کی طرف وحی کیا گیا:

نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ بِمَا اَوۡحَیۡنَا اِلَیۡکَ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنَ...... (12:3)-

''اے رسول ہم اس قرآن کو آپ پر وحی کے ذریعے نازل کر کے (انبیائے سابقہ اور اقوامِ گذشتہ کی) سرگذشتیں بہترین طریق پر بیان کرتے ہیں۔''

رسول اکرم ﷺ کی نبوت کی زندگی کے دوران آپ پر قرآن نازل کیا جاتا رہا۔

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ تَنۡزِیۡلًا (76:23)-

''ہم نے تجھ پر (اے رسول) قرآن بتدریج نازل کیا ہے۔''

حضور رسالتمآب ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کس چیز کی تعلیم دی؟ صرف قرآن کی!

الرَّحۡمٰنُ O عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ (2-1-55:1)-

''الرحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی۔''

وہ کون لوگ ہیں جو ''اس قرآن'' کی جگہ کوئی دوسرا قرآن مانگتے ہیں یا اسے بدلنا چاہتے ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہمارے پاس نہیں آئیں گے:

قَالَ الَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا ائۡتِ بِقُرۡاٰنٍ غَیۡرِ ھٰذَاۤ اَوۡ بَدِّلۡهُ...... (10:15)-

''جو لوگ ہمارے (قانونِ مکافات کے) سامنے آنے کی امید نہیں رکھتے وہ آپ سے کہتے ہیں کہ اس قرآن کی جگہ کوئی دوسرا قرآن لے آؤ یا پھر اس (کے مطالب) میں کچھ ردوبدل ہی کردو۔''

ایسے لوگوں کو حضور ﷺ جواب میں فرماتے ہیں:

قُلۡ مَا یَکُوۡنُ لِیۡۤ اَنۡ اُبَدِّلَهٗ مِنۡ تِلۡقَآءِ نَفۡسِیۡ...... (10:15)-

''ان سے کہہ دیجئے کہ یہ چیز میرے حیطۂ اختیار سے باہر ہے کہ میں اپنی طرف سے اس میں کسی قسم کا ردوبدل کرسکوں۔''

آپ ﷺ ان لوگوں سے فرماتے ہیں کہ میرا مستقل طریقہ (سنت) تو یہ ہے کہ:

اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ...... (10:15)-

''میں صرف اس وحی کی پیروی (اتباع) کرتا ہوں جو میری طرف نازل ہوتی ہے۔''

آپ ﷺ صاف' واضح اور غیر مبہم الفاظ میں ان لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر میں اس قرآنی (وحی) کے علاوہ کسی اور چیز کا اتباع کروں تو یہ معصیتِ خداوندی ہوگی (یعنی اللہ کے احکام سے سرتابی) اور میں ایسا کر نہیں سکتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اللہ کے قانون کی ہمہ گیری ایسی وسعتوں کی مالک

اوراس کی گرفت ایسی محکم ہے کہ اس سے کوئی نہیں بچ سکتا:

اِنِّیۡ اَخَافُ اِنۡ عَصَیۡتُ رَبِّیۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ(10:15)-

''اگر مجھ سے میرے رب (کے قوانین) کی معصیت ہو جائے تو میں (اس کے قوانین کی گرفت سے بچ نہیں سکتا اس لئے میں) اس کی گرفت سے بہت ڈرتا ہوں۔اس کی سزا بڑی سخت ہوا کرتی ہے۔''

میرا اتباعِ وحی کا مسلک (سنت) اس لئے بھی ہے کہ:

اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ...... (28:85)-

''اللہ نے آپ پر قرآن (کا اتباع) فرض کیا ہے۔''

اوراس لئے بھی کہ اس قرآن میں بنی نوعِ انسان کے لئے ہر قسم کے مضامین (احکام) بیان کر دیئے ہیں۔

وَلَقَدۡ ضَرَبۡنَا لِلنَّاسِ فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ...... (30:58)-

لہٰذا اس کتاب (قرآن) میں کوئی ایسی بات نہیں چھوڑی گئی جس کا بتایا جانا ضروری تھا:

......مَا فَرَّطۡنَا فِی الۡكِتٰبِ مِنۡ شَیۡءٍ...... (6:38)-

''ہم نے اس کتاب میں کوئی (ایسی) چیز (جس کا بتایا جانا ضروری تھا) نہیں چھوڑی۔''

یہ ضابطۂ زندگی صدق وعدل کے تمام پیمانوں پر پورا اترتے ہوئے مکمل ہو گیا ہے۔

تَمَّتۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدۡقًا وَّعَدۡلًا...... (6:115)-

''تیرے رب کے کلمات (احکام) صدق وعدل (واقعیت اور اعتدال) کے اعتبار سے کامل ہیں۔''

اور یہ ضابطۂ زندگی (قرآن) ایسے راستے کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو سب سے زیادہ توازن بدوش اور سیدھا ہے:

اِنَّ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ یَهۡدِیۡ لِلَّتِیۡ هِیَ اَقۡوَمُ...... (17:9)-

''یہ قرآن (کاروانِ انسانیت کو سفرِ زندگی میں) وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے زیادہ متوازن اور سیدھی ہے۔''

اوراس رب العالمین نے، جو جملہ قوتوں اور وسائل کا مالک ہے۔اس کی حفاظت کا ذمہ خود اپنے اوپر لے کر یہ ضمانت بہم پہنچا دی کہ نہ تو یہ قرآن انسانی دست برد کی پہنچ میں ہے اور نہ ہی یہ حوادثِ ارضی وسماوی سے متاثر ہو سکتا ہے۔اس میں کوئی کسی قسم کی تبدیلی نہیں کر سکتا:

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ...... (6:115)-

''تیرے خدا کے کلام (قرآن) کو کوئی بدلنے (کی طاقت رکھنے) والا نہیں۔''

کیونکہ:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ (15:9)-

''ہم نے اس کتاب کو نازل کیا ہے اور ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

یہ ہے اس قرآن کی پوزیشن جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کے لئے رسول اکرم ﷺ پر بتدریج نازل کیا گیا اور جس کے سوا اس نے کچھ اور نازل نہیں کیا۔ جو کاروان انسانیت کے سفر زندگی میں صدق وعدل کے تمام تقاضوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے' مکمل' غیر متبدل اور محفوظ ضابطۂ ہدایت ہے۔

اس قرآن کے ساتھ مثلہٗ معہٗ کے دعوے کرنے والوں کو اس نے صاف صاف الفاظ میں قیامت تک کے لئے چیلنج دے دیا کہ ہماری کتاب کی ''مثل'' رکھنے کا دعویٰ کرنے والے جن وانس کے تمام تر گروہ' ایک دوسرے کی تم جتنی بھی مدد کر سکتے ہو' کر دیکھو اور اس قرآن کی مثل بنا کر لاؤ۔ ہم تمہیں کہے دیتے ہیں کہ تم کبھی ایسا نہیں کر سکو گے:

قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلٰۤى اَنۡ يَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا يَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ وَلَوۡ كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِيۡرًا (17:88)-

''(ان سے) کہہ دیجئے کہ اگر ساری دنیا کے انسان (حضری) اور جن (بدوی) سب کے سب مل کر بھی کوشش کریں کہ اس قرآن کی ''مثل'' (یعنی اس جیسا) قرآن بنالیں تو وہ ہرگز ہرگز ایسا نہیں کر سکتے' خواہ وہ ایک دوسرے کے کتنے ہی مددگار کیوں نہ بن جائیں۔''

انسان جتنی چاہے' صنعت کاریاں کرے' رب العزت کا ارشاد ہے کہ اس کا نازل کردہ قرآن' تمام اندوختۂ علم انسانی اور اس کی جملہ کاوشوں سے بہتر ہے۔

هُوَ خَيۡرٌ مِّمَّا يَجۡمَعُوۡنَ...... (10:58)-

اور جب تک امّتِ مُسلمہ (بالخصوص) اور باقی انسانیت بالعموم اس قرآن کو اپنی زندگی کا حَکَم (فیصلہ کرنے والا) قرار نہیں دیتے' اور اس کے زندگی کے جملہ معاملات کے فیصلے قرآن کی عظیم بارگاہ سے نہیں لیتے' اللہ کی میزان میں ان کا شمار کافروں (انکار کرنے والوں)' ظالموں (ہر شے کو اس کی صحیح جگہ پر نہ رکھنے والوں) اور فاسقوں (اپنے لئے اللہ کے مقرر کردہ قالب 'Pattern' سے باہر نکل جانے والوں) میں ہوتا رہے گا' چاہے یہ اپنے لئے مسلم' مومن یا کوئی بھی نام کیوں نہ رکھ لیں اور اللہ کا ارشاد ہے کہ:

i- کفر کا راستہ اختیار کرنے والے دنیا بھر کے خزانے اور ان جیسے اتنے اور دے کر بھی تباہی

کے جہنم سے نہیں بچ سکتے:

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَھُم مَّا فِیْ الاَرْضِ جَمِیْعاً وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِیَفْتَدُوْا بِهِ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْھُمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (5:36)-

ii- ظالم کی کھیتی کبھی پنپ نہیں سکتی۔

......اِنَّهُ لاَ یُفْلِحُ الظّٰالِمُون (6:21)-

''وہ (اللہ) ظالموں کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دیتا۔''

اور ہم اس کا نام ونشان تک مٹا دیتے ہیں:

......لَنُھْلِکَنَّ الظّٰالِمِیْن (14:13)-

''ہم ان ظلم کرنے والوں کو تباہ کر دیں گے۔''

iii- فاسقین کبھی بھی راہِ ہدایت نہیں پا سکتے کیونکہ اللہ کا فیصلہ ہے:

......وَاللّٰهُ لاَ یَھْدِیُ الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ (5:108)-

''اللہ کی ہدایت قومِ فاسقین (اپنے لئے متعین کردہ راہ چھوڑ کر دوسری طرف نکل جانے والے) کو کبھی نہیں ملتی۔''

اور آخرالامر ان کا بھی نام ونشان مٹا دیا جاتا ہے:

فَھَلْ یُھْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ (46:35)-

''سو فاسق ہی (آخرالامر) برباد ہوں گے۔''

تو خدا کے لئے سوچئے کہ ہمیں زندہ رہنے اور اس زندگی میں کامیاب وکامران بننے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ کیونکہ خدا کسی کے لئے بھی اپنے قانون میں تبدیلی نہیں کرتا۔

لَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلاً (33:62)-

کوئی ہے جو قوم کی غلط راہوں کو بدل کر انہیں صحیح راستے پر چلائے؟

......فَھَلْ مِن مُّدَّکِرٍ (54:17)-

نظریۂ خیر

ادارہ طلوعِ اسلام کے چیئرمین ڈاکٹر انعام الحق صاحب کا پی۔ایچ۔ڈی کا مقالہ بعنوان ''نظریۂ خیر' فلسفۂ اخلاق اور قرآن کی روشنی میں' شائع ہوگیا ہے۔ یہ فکر انگیز تصنیف ادارہ طلوعِ اسلام 25بی' گلبرگ 2' لاہور سے دستیاب ہے۔534 صفحات کی اس کتاب کی قیمت-/300 روپے ہے۔50فی صد کی خصوصی رعایت کے بعد صرف-/150 روپے میں علاوہ ڈاک خرچ ادارہ طلوعِ اسلام سے دستیاب ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غلام احمد پرویز

ذَالِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ

قرآنِ مجید کے خلاف گہری سازش

جو ہماری تباہیوں کا بنیادی سبب ہے

قرآنِ مجید میں ہے:

رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی (20:50)-

ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کی تخلیق کی اور پھر اس کی راہ نمائی اس منزل کی طرف کر دی جو اس کی خلقت کا منتہیٰ ہے۔

دوسری جگہ اس کی وضاحت ان الفاظ میں کر دی کہ:

اَلَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی O وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی (87:2-3)-

اس نے ہر شے کو پیدا کیا۔ پھر اسے حشو و زوائد سے پاک کر کے اس میں اعتدال پیدا کیا۔ پھر اس کے لئے ایسے قوانین و ضوابط مقرر کر دیئے جن کے اتباع سے وہ اپنی تخلیقی منزل (Destination) تک پہنچ سکے۔

یعنی اس منزل تک اس کی راہنمائی خدا کے مقرر کردہ قوانین کی رو سے ہوتی ہے۔ ان (اور ان جیسی متعدد دیگر) آیات سے واضح ہے کہ اشیائے کائنات کو (جن میں انسان بھی شامل ہیں) راہنمائی عطا کرنا' خدا نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ اشیائے کائنات میں یہ راہنمائی ہر شے کے اندر ودیعت کر دی گئی۔ اسے جبلت یا (Instinct) کہتے ہیں۔ جہاں تک انسانوں کا تعلق ہے' یہ راہنمائی اس وحی کی رو سے عطا کی گئی جو حضرات انبیاء کرامؑ کی وساطت سے انسانوں تک پہنچائی گئی۔ اس وحی کی ابتداء حضرت نوح علیہ السلام سے ہوئی اور اس کی تکمیل حضور خاتم النبیین (ﷺ) کی طرف نازل کردہ کتاب (قرآنِ مجید) میں۔ اس کتاب میں دی گئی وحی کے متعلق فرمایا کہ:

وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ صِدْقًا وَّعَدْلًا (6:116)-

خدا نے انسانی راہنمائی کے لئے جو قوانین دینے تھے وہ اس کتاب میں تکمیل تک پہنچ گئے۔

لَا مُبَدِّلِ لِكَلِمَاتِهِ (6:116)-

اب ان میں نہ تو کسی حک و اضافہ کی ضرورت ہوگی اور نہ ہی کسی تبدیلی کی حاجت۔ مکمل اور غیر متبدل ضابطۂ قوانینِ خداوندی۔

چونکہ اس ضابطہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے' اور تمام نوعِ انسان کے لئے سرچشمۂ ہدایت قرار دیا گیا تھا اس لئے اس کی حفاظت کا ذمہ بھی خدا نے خود اپنے اوپر لے لیا...... فرمایا کہ:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (15:9)-

یقیناً ہم ہی نے اس ضابطۂ قوانین کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

یہ ہے قرآنِ کریم کی پوزیشن۔۔۔ تمام نوعِ انسان کے لئے' خدا کی طرف سے آخری' مکمل' غیر متبدل' محفوظ ضابطۂ ہدایت۔

انسانوں کے دو طبقے

قرآنِ کریم میں عطا کردہ راہنمائی' انسان کی پوری زندگی اور اس کے ہر گوشے کو محیط ہے لیکن اگر ہم اس کی اصل و اساس کو چند الفاظ میں سمٹا کر بیان کرنا چاہیں' تو اس کے لئے ایک تمہیدی حقیقت کا سمجھ لینا ضروری ہوگا اور وہ تمہیدی حقیقت یہ ہے کہ یوں تو دنیا میں ایک فرد دوسرے فرد سے الگ' ایک نسل دوسری نسل سے جدا' اور ایک قوم دوسری قوم سے مختلف نظر آتی ہے لیکن اگر نوعِ انسان کی تاریخ پر گہری نگاہ ڈالی جائے تو شروع سے آج تک انسانیت دو ہی طبقوں میں بٹی ہوئی ملے گی۔ ایک طبقہ وہ جو محنت اور مشقت کر کے کماتا ہے اور دوسرا وہ جو ان کی محنت کے ماحصل کو غصب کر کے لے جاتا اور مفت میں عیش کی زندگی بسر کرتا ہے۔ اس تفریق سے باہمی مفادات میں ٹکراؤ ہوتا ہے اور اس ٹکراؤ کا نتیجہ فساد انگیزی اور خوں ریزی۔۔۔ خواہ یہ افراد میں ہو۔ گروہوں میں ہو یا قوموں میں۔ یہی نوعِ انسان کی بنیادی (Problem) ہے' اور خدا کی وحی اس پرابلم کا حل بتاتی ہے۔ اس وحی کی رُو سے ایسا نظام یا ایسا معاشرہ قائم ہوتا ہے جس کے اساسی اصول یہ ہیں کہ:

وَاَن لَّيْسَ لِلْاِنسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (53:39)-

محنت کے بغیر کسی کو کچھ نہیں مل سکے گا۔

اور

فَلَا يَخَافُ ظُلْماً وَلَا هَضْماً (20:112)-

اور محنت کرنے والے کو نہ کسی قسم کی بے انصافی اور دھاندلی کا ڈر ہوگا اور نہ ہی اس کی محنت کے ماحصل کو کوئی ہضم کر سکے گا۔

قرآنِ کریم نے اسی پروگرام کو پیش کیا۔ یہی وہ حقیقت ہے جسے علامہ اقبالؒ نے اپنے مخصوص انداز میں ان دو مصرعوں میں سمٹا کر رکھ دیا ہے۔ جب کہا کہ: ؎

چیست قرآں؟ خواجہ را پیغامِ مرگ
دستگیرِ بندۂ بے ساز و برگ
(جاوید نامہ)

مفاہمت ناممکن ہے

قرآن کیا ہے؟ ہر قسم کے استحصال کرنے والوں (Exploiters) کے لئے موت کا پیغام۔ اور ہر مظلوم' بے کس اور بے بس کا حامی اور مددگار!۔۔۔ اب ظاہر ہے کہ مفاد پرستوں کا ہر گروہ اس قسم کے انقلاب آفریں نظام کی شدت سے مخالفت کرے گا اور اپنا پورا زور لگا دے گا کہ وہ کامیاب نہ ہونے پائے۔ حضورﷺ نبی اکرمﷺ کے پیش کردہ نظام کی جس شدت سے مخالفت ہوئی اس کی تفاصیل قرآن مجید میں شرح وبسط سے مذکور ہیں۔ یہ مخالفت انفرادی تصادمات سے لے کر جنگ کے میدانوں تک پھیلی ہوئی تھی۔ جب وہ لوگ ان کوششوں میں ناکام رہ گئے تو انہوں نے مفاہمت (Compromise) کی کوششیں شروع کر دیں۔ مفاہمت کی شرط کیا تھی؟ یہ کہ:

قَالَ الَّذِيْنَ لاَ يَرْجُونَ لِقَاءَ نَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَـذَا (10:15)-

وہ کہتے تھے کہ تم اس قرآن کی جگہ کوئی اور قرآن لاؤ۔ اور اگر یہ ممکن نہیں تو

اَوْ بَدِّلْهُ (10:15)-

اس میں ہماری منشاء کے مطابق تبدیلیاں کر دو۔

ان کے اس مطالبہ کا جواب کیا تھا؟ یہ کہ یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں۔ نہ اس قرآن کی جگہ دوسرا قرآن لایا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی تبدیلی کی جا سکتی۔ **وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ (68:9)**- وہ نبی اکرمﷺ سے کہتے کہ کچھ آپ اپنے مقام سے ہٹیں' کچھ ہم اپنے مطالبہ میں کمی کر دیتے ہیں۔ اس طرح باہمی مفاہمت ہو سکے گی اور اس کا جواب یہ تھا کہ اپنے مقام سے باطل ہٹا کرتا ہے۔ حق نہیں۔ اسی لئے حق اور باطل میں مفاہمت ہو ہی نہیں سکتی۔ حضور نبی اکرمﷺ کی دعوت' توحید کی تھی جس کا عملی مفہوم تھا' خالص کتاب اللہ کی اطاعت۔ لیکن وہ چاہتے تھے کہ اس میں کچھ انسانوں کے خود ساختہ قوانین بھی شامل کر لئے جائیں۔ قرآن کے الفاظ میں:

ذَلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ وَإِن يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا.

جب انہیں خدائے واحد کی طرف دعوت دی جاتی ہے تو یہ اس کے قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں...... اور جب اس کے ساتھ انسانی قوانین ملا دیئے جائیں تو اسے تسلیم کر لیتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ:

فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ (40:12)-

قانون، حکم، حکومت، فیصلہ صرف خدا کا ہوسکتا ہے۔ کائنات میں اقتدارِ اعلیٰ اسی کو حاصل ہے۔ اس کے ساتھ کسی اور کا حکم شامل نہیں کیا جا سکتا۔

ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ (12:40)-

یہی قائم رہنے والا محکم نظامِ حیات ہے۔ اس میں ذرا سا بھی ردوبدل نہیں ہوسکتا۔

ان سے پوچھو کہ:

اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اَنَّآ اَنزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ (29:51)-

یہ کتاب جسے میں پیش کر رہا ہوں، اس میں کس بات کی کمی ہے جسے پورا کرنے کے لئے تم اس میں انسانی آمیزش ضروری سمجھتے ہو۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے، ان مفاد پرست گروہوں کی مخالفت، اور مفاہمت کی کوششوں کے علی الرغم قرآنِ خالص کی بنیادوں پر نظامِ خداوندی قائم کر کے دکھا دیا۔ اسی کو الدین یا الاسلام کہا جاتا ہے۔ اس سے ان مفاد پرستوں کے دل پر جو گذری ہوگی، ظاہر ہے، اس زمانے میں تو وہ کچھ نہ کر سکے لیکن کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے سر ابھارا۔ جیسا کہ میں نے ابھی ابھی بتایا ہے وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ امتِ مسلمہ کا یہ نظام قرآنِ خالص کی اطاعت سے قائم ہے۔ اس لئے ان کی کوشش یہ تھی کہ قرآن اس امت کی زندگی کا ضابطہ نہ رہے۔ صدرِ اول کے بعد، ہماری ساری تاریخ ان مفاد پرستوں کی انہی کوششوں کی داستان ہے اور ان کوششوں میں ان کی کامیابی، ہمارا المیہ۔ صحبتِ امروزہ میں مَیں اس داستان کی مختصر سی جھلک آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

یوں تو مفاد پرست گروہوں کی متعدد قسمیں ہو سکتی ہیں، لیکن اصولی طور پر انہیں تین شقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ حکمرانوں کا گروہ۔ نظامِ سرمایہ داری کے علمبرداروں کا طبقہ اور مذہبی پیشوائیت۔ قرآن کریم نے فرعونؔ۔ قارونؔ اور ہامانؔ کے حوالے سے انہی کا تعارف کرایا ہے۔ اُمت کی نگاہوں سے قرآنِ خالص کو اوجھل کرنے کے لئے، حکمران اور سرمایہ پرست طبقہ، براہ راست کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اس فریضہ کو مذہبی پیشوائیت ہی سرانجام دے سکتی تھی۔ اس لئے اول الذکر دونوں گروہ ان کی پشت پناہی کرتے رہے اور یہ گروہ سرگرمِ عمل رہا۔ ان کی تکنیک بڑی لطیف اور عمیق تھی۔ قرآن کریم نے، اپنے افتتاحیہ (سورۂ فاتحہ) کے بعد، پہلی سورۃ میں کہا ہے کہ:

ذٰلِکَ الْکِتَابُ لاَ رَیْبَ فِیْهِ (2:2)-

یہ وہ کتاب ہے جس میں شک وشبہ کی کوئی بات نہیں۔

یعنی یہ خود ایک کتاب ہے اور اس کے مندرجات سب کے سب حق وصداقت پر مبنی ہیں۔ قرآنِ مجید کے اس سب سے

پہلے دعویٰ سے واضح ہے کہ اس سے وہی شخص یا وہی قوم راہنمائی حاصل کرسکتی ہے جسے اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ ہو۔ جسے اس میں کسی قسم کا بھی شبہ پیدا ہو جائے وہ اس سے راہنمائی حاصل نہیں کرسکتا۔ لہٰذا' اس گروہ کی تکنیک یہ تھی کہ قرآنِ کریم میں مختلف نوعیتوں کے شبہات پیدا کئے جائیں۔ دیکھئے' اس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے کیا کیا' کیا؟

قرآن مجید پر ایمان لانے سے مراد یہ ہے کہ:

(1) اللہ تعالیٰ نے اسے وحی کے ذریعے نبی اکرمﷺ پر نازل کیا۔

(2) نبی اکرمﷺ نے اسے بعینہٖ دوسرے انسانوں تک پہنچایا اور جس شکل میں یہ آج ہمارے پاس موجود ہے' اسی شکل میں امت کو دیا۔ اس میں ایک حرف تک کا بھی رد و بدل نہیں ہوا۔ یہ خدا کی مکمل۔ غیر متبدل اور محفوظ کتاب ہے۔

اب آپ دیکھئے کہ اس گروہ نے' اس حقیقت میں شبہ پیدا کرنے کے لئے کیا کچھ کیا۔ واضح رہے کہ جو کچھ میں اس سلسلہ میں کہوں گا وہ سب ہماری ان کتبِ احادیث میں موجود ہے جنہیں صحیح ترین قرار دیا جاتا ہے۔ یعنی صحاح ستہ اور ان پر مشتمل کتب تفسیر میں۔ سب سے پہلے یہ دیکھئے کہ انہوں نے قرآنِ مجید کے جمع اور مرتب کرنے کے سلسلہ میں کس قسم کے افسانے وضع کئے۔

قرآن کیسے جمع ہوا

جمع القرآن کی روایات مختلف کتبِ احادیث میں بکھری پڑی ہیں لیکن انہیں امام ابوبکر عبداللہ ابن ابی داؤد نے اپنی شہرۂ آفاق تالیف ''کتاب المصاحف'' میں یکجا کر دیا ہے۔ آپ حدیث کے مشہور امام ابوداؤدؒ کے صاحبزادہ ہیں۔ وہ 230ھ میں پیدا ہوئے اور انہوں نے 312ھ میں وفات پائی۔ ان کی یہ کتاب علماء حدیث کے ہاں مستند کتابوں میں شمار کی جاتی ہے۔ آپ دیکھئے کہ اس میں جمع القرآن کے متعلق کیا لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:

> (حضرت) زیدؓ بن ثابت سے روایت ہے کہ جس سال اہلِ یمامہ کا قتل ہوا۔ (حضرت) ابوبکرؓ نے مجھے آدمی بھیج کر بلایا۔ وہاں (حضرت) عمرؓ بھی موجود تھے۔ (حضرت) ابوبکرؓ کہنے لگے کہ عمرؓ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ قرآن کے قاریوں کے ساتھ قتل کی گرم بازاری ہوگئی ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ دوسرے مواقع پر بھی یہی گرم بازاری ہو اور اس طرح قرآن ضائع ہو جائے۔ میری رائے ہے کہ قرآن کو جمع کر لیں۔ میں نے عمرؓ سے کہا کہ جو کام رسول اللہﷺ نے نہیں کیا وہ تم کیسے کرتے ہو۔ عمرؓ نے کہا۔ بخدا! یہ کام اچھا ہی ہے اور اس بارے میں مجھ سے برابر کہتے رہے۔ حتیٰ کہ جس چیز کے لئے خدا نے ان کا شرحِ صدر

کر دیا تھا' میرا بھی شرحِ صدر کر دیا۔ اور میری رائے بھی وہی ہوگئی جو ان کی تھی۔ ابوبکرؓ مجھ سے کہنے لگے تم نوجوان اور عقل مند آدمی ہو اور رسول اللہ ﷺ کے لئے وحی لکھتے رہے ہو۔ ہم تمہیں متہم نہیں سمجھتے۔ لہٰذا' تم قرآن کو لکھ لو۔ زیدؓ بن ثابت کہتے ہیں کہ بخدا اگر وہ مجھے کسی پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ لے جانے کو کہتے تو وہ مجھ پر اس کام سے زیادہ دشوار نہ ہوتا۔ میں نے ان دونوں سے کہا کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا وہ کام تم کیسے کرتے ہو۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ کہنے لگے کہ بخدا یہ کام اچھا ہی ہے۔ چنانچہ ابوبکرؓ اور عمرؓ برابر مجھ سے کہتے رہے۔ حتیٰ کہ جس امر کے لئے ان دونوں کا شرحِ صدر ہو چکا تھا' میرا بھی شرحِ صدر ہو گیا چنانچہ لکھنے کے لئے میں نے کاغذ کے ٹکڑوں' کھجور کے پٹھوں' پتھروں کے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں سے تلاش کرنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ ایک آیت جو حضور ﷺ کو پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا مجھے نہیں ملی۔ یعنی **لقد جاء کم رسول من انفسکم**......

چنانچہ میں نے اس کو ڈھونڈا۔ بالآخر خزیمہ بن ثابت کے پاس ملی اور میں نے اس کو اس کی سورت میں لکھ دیا۔

ضمناً' کتاب المصاحف میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ قرآنِ مجید کو درحقیقت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جمع کیا تھا اور حضرت زیدؓ بن ثابت نے اس پر نظرِ ثانی کی تھی۔ نیز یہ بھی کہ جمع القرآن کا کام درحقیقت حضرت عمرؓ نے کیا تھا۔

اوپر لکھا جا چکا ہے کہ حضرت زیدؓ بن ثابت نے کہا تھا کہ انہیں ایک آیت نہیں مل سکی تھی' لیکن کتبِ احادیث میں کچھ اور بھی لکھا ملتا ہے۔ اسے غور سے سنئے۔ حضرت ابیؓ بن کعب سے یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ:

> حضرت زرؓ بن جیش نے کہا ہے کہ مجھ سے حضرت ابیؓ بن کعب نے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ سورۂ احزاب میں کتنی آیات تھیں؟ میں نے کہا کہ یہی بہتر (72) تہتر (73)۔ (جو سورۂ احزاب میں موجود ہیں)۔ انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ سورۂ احزاب میں سورۂ بقرہ جتنی آیات تھیں۔ (یعنی 286 آیات) ان میں ایک آیۂ رجم بھی تھی جس کی ہم تلاوت کیا کرتے تھے۔

(الاتقاق فی علوم القرآن۔ جلد دوم' ص 25)

آیۂ رجم کے ساتھ کیا ہوا

آیۂ رجم کے متعلق سننِ ابن ماجہؒ میں (جو صحاح ستہ کی ایک مستند کتاب ہے) کہا گیا ہے کہ جب قرآنِ کریم مرتب کیا جانے لگا' تو صحابۂ کرامؓ کو دو آیتیں کہیں نہ مل سکیں۔ ایک آیت ''رجم'' سے متعلق تھی اور دوسری ''رضاعت'' سے متعلق۔ چنانچہ وہ ان آیات کو ڈھونڈتے

ڈھونڈتے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ:

> آیۂ رجم اور آیۂ رضاعتِ کبیر ایک صحیفہ میں تھیں جو میرے تخت کے نیچے تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو ہم لوگ اس حادثہ میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں گھر کی پالتو بکری اندر گھس گئی اور اس صحیفہ کو کھا گئی۔

لہٰذا' ان دونوں آیتوں کا دنیا میں وجود ہی باقی نہ رہا لیکن اس کے باوجود صحابہؓ کو اس پر اصرار تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم آیۂ رجم کی تلاوت کیا کرتے تھے اور ایسا کہنے والوں میں حضرت عمرؓ بھی موجود تھے۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ جب آپ خود کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ بھی اس آیت کی تلاوت کیا کرتے تھے تو آپ اسے قرآنِ حکیم میں درج کیوں نہیں کر دیتے۔ آپ نے فرمایا:

> میں اس آیت کو قرآن میں بلاشبہ درج کر دیتا لیکن ڈرتا ہوں کہ لوگ کہیں گے کہ عمرؓ نے خواہ مخواہ قرآن میں اضافہ کر دیا۔

(تفسیر کبیر از امام رازی' نیا ایڈیشن' جلد' ص 134)

اس پر سوال پیدا ہوا کہ پھر خدا کے اس حکم کی تعمیل کیسے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ہم اس آیت کو قرآن میں تو درج نہیں کریں گے لیکن تعمیل اس کی کرتے رہیں گے۔ چنانچہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ زنا کی سزا رجم (سنگسار کرنا) ہے تو اس کی سند یہی ہے۔

جمع القرآن کے متعلق' جو کچھ اوپر لکھا گیا ہے' اسے ہمارے علماء اور مفسرین آج تک صحیح مانتے چلے آ رہے ہیں۔ چنانچہ' سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ:

> رسول اللہ ﷺ نے اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت قرآنِ پاک کو جس حالت میں چھوڑا' وہ یہ تھی کہ' اپنی مکمل اور مرتب صورت میں وہ صرف ان حافظوں کے سینے میں محفوظ تھا' جنہوں نے حضور ﷺ سے سیکھ کر از اول تا آخر' یاد کیا تھا۔ تحریری شکل میں آپ نے اس کا۔۔۔ لفظ لفظ لکھوا ضرور دیا تھا مگر وہ متفرق پارچوں پر' تختیوں' کھجوروں کی چھالوں' شانے کی ہڈیوں اور ایسی ہی دوسری چیزوں پر لکھا گیا تھا جو ایک تھیلے میں رکھی ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ نے اسے سورتوں کی ترتیب کے ساتھ ایک مسلسل کتاب کی صورت میں مرتب نہیں فرمایا تھا۔

(ترجمان القرآن' ستمبر 1975ء' ص 35
و نومبر 1975ء' ص 42)

ضمناً' اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کے متعلق' جو شروع ہی میں فرمایا ہے کہ: **ذالک الکتٰب لا ریب فیه**' تو مودودیؔ صاحب کی اس تحقیق کی رو سے ''کتاب'' سے مراد وہ تھیلا

تھا جس میں قرآن کے منتشر اجزا کو بند کیا گیا تھا! ۔ یاللعجب!

چھ زبانوں والے قرآن تلف کر دیئے گئے

بہرحال، یہ تھا وہ طریق جس کے مطابق روایات کی رو سے، قرآن کو جمع کیا گیا۔ عام عقیدہ یہ ہے کہ اس طرح جمع شدہ قرآن کا نسخہ حضرت عثمانؓ کے زمانے تک محفوظ تھا اور اسی سے انہوں نے دیگر نسخے نقل کرا کر مختلف شہروں میں بھیجے تھے لیکن مودودیؔ صاحب کی، اس بارے میں تحقیق کچھ اور کہتی ہے۔۔۔ان کا ارشاد ہے کہ:

> قرآنِ مجید درحقیقت سات (7) زبانوں میں نازل ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی قرآن کو ان سات زبانوں میں ہی پیش کیا اور امت کو سکھایا تھا، لیکن حضرت عثمانؓ نے ان میں سے صرف ایک زبان والے قرآن کو باقی رکھا اور بقایا چھ زبانوں والے نسخوں کو جلا دیا تاکہ امت میں اختلاف پیدا نہ ہو حالانکہ انہیں منسوخ کرنے کا حکم نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے سنا گیا۔

(ترجمان القرآن، ستمبر 1975ء، ص 39
و نومبر 1975ء، ص 43)

مودودیؔ صاحب کی اس تحقیق کی رُو سے، آپ خود فیصلہ کر لیجئے کہ حضرت عثمانؓ نے جس قرآن کو باقی رکھا اور جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ امت میں متواتر چلا آ رہا ہے، اس کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے۔ جن نسخوں کو (بقول مودودیؔ صاحب) حضرت عثمانؓ نے ضائع کر دیا تھا، وہ سب منزل من اللہ تھے۔ اب کیسے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ ان میں کیا لکھا تھا؟

بہرحال، مصحفِ عثمانی کے متعلق کتاب المصاحف میں کہا گیا ہے کہ:

> جب (حضرت) عثمانؓ نے اسے دیکھا تو فرمایا کہ تم لوگوں نے بہت اچھا کیا اور خوب کیا، (کہ قرآن کو جمع کر دیا) مگر اس میں مجھے کچھ غلطیاں نظر آتی ہیں لیکن عرب انہیں اپنی زبانوں سے درست کر لیں گے۔

اسی کتاب میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ حجاج ابن یوسف نے، اپنے زمانے میں حضرت عثمانؓ نے مصحف میں گیارہ (11) جگہ پر تبدیلیاں کیں اور یہی قرآن آگے چلا۔

صحابہؓ کے مختلف مصاحف

کتاب المصاحف میں (روایت کی سند کے ساتھ) یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید کا نسخہ مرتب کیا تو مختلف اکابرِ صحابہؓ کے پاس اپنے اپنے نسخے تھے جن میں بے شمار آیات، ان آیات سے مختلف تھیں، جو مصحفِ عثمانی میں درج تھیں، اس مقام پر، یہ واضح کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کتاب المصاحف کو ایک مستشرق، آرتھر جیفری (Arthur Jefery) نے

بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے اور وہ تمام آیات درج کر دی ہیں جو (روایات کی رو سے) مختلف صحابہؓ کے نسخوں میں تھیں اور جو مصحفِ عثمانی میں درج شدہ آیات سے مختلف تھیں۔ ان نسخوں میں مختلف فیہ آیات کی تعداد حسبِ ذیل بتائی گئی ہے۔

-1	حضرت ابنِ مسعودؓ	1322 آیات
-2	حضرت ابیؓ بن کعب	952 آیات
-3	حضرت علیؓ	89 آیات
-4	حضرت ابنِ عباسؓ	186 آیات
-5	حضرت ابوموسیٰؓ	4 آیات
-6	حضرت حفصہؓ	10 آیات
-7	حضرت انسؓ بن مالک	24 آیات
-8	حضرت عمرؓ	28 آیات
-9	حضرت زیدؓ بن ثابت	10 آیات
-10	حضرت ابنِ زبیرؓ	34 آیات
-11	حضرت عائشہؓ	13 آیات
-12	حضرت سالمؓ	2 آیات
-13	حضرت ام سلمہؓ	14 آیات
-14	اور حضرت عبیدؓ ابن عمیر	18 آیات۔

واضح رہے کہ یہ اختلافات محض لب و لہجہ کے نہیں تھے بلکہ بعض جگہ آیتوں کی آیتیں اور اکثر مقامات پر الفاظ کے الفاظ ایک دوسرے سے بدلے ہوئے یا کم وبیش تھے۔ یہ تمام تفاصیل روایات میں موجود ہیں۔

☆☆☆

نقطوں اور اعراب کے بغیر

ابوالاعلیٰ مودودیؒ صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جس رسم الخط میں ابتداً نبیﷺ نے وحی کی کتابت کرائی تھی اور جس میں حضرت ابوبکرؓ نے پہلا مصحف مرتب کرایا اور حضرت عثمانؓ نے جس کی نقل بعد میں شائع کرائی۔ اس کے اندر نہ صرف یہ کہ اعراب نہ تھے' بلکہ نقطے بھی نہ تھے کیونکہ اس وقت تک یہ علامات ایجاد نہیں ہوئی تھیں۔

اس رسم الخط میں پورے قرآن کی عبارت یوں لکھی گئی تھی:

کتاب احکمت ایاته ثم فصلت من لدن حکیم خبیر (11:1)-

(ترجمان القرآن' بابت جون 1959ء)

اس طرح قرآنِ کریم کی کتابت کا نتیجہ کیا تھا' اس کے متعلق انہوں نے لکھا ہے:

اس طرزِ تحریر کی عبارتوں کو اہلِ زبان اٹکل سے پڑھ لیتے تھے اور بہرحال بامعنی بنا کر ہی پڑھتے تھے لیکن جہاں مفہوم کے اعتبار سے متشابہ الفاظ آ جاتے یا زبان کے قواعد ومحاورہ کی رو سے ایک

ہی لفظ کے کئی تلفظ یا اعراب ممکن ہوتے، وہاں خود اہلِ زبان کو بھی، بکثرت التباسات پیش آجاتے اور یہ یقین کرنا مشکل ہو جاتا کہ لکھنے والے کا منشاء کیا تھا۔ (ایضاً)

اس کے بعد آپ غور فرمایئے کہ قرآنِ مجید کے متعلق اعتماد کیا باقی رہ سکتا ہے اور یقین کیا؟ عربی زبان کا ایک ابجد خواں بھی اس حقیقت سے واقف ہوتا ہے کہ نقطوں اور اعراب کے بغیر اس زبان کی کسی عبارت کے معانی بھی یقینی طور پر متعین نہیں کئے جا سکتے اور محض نقطوں اور اعراب کے اختلاف سے اس کے معانی میں کس قدر اختلاف ہو سکتا ہے۔ مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ قرآن پر اعراب لگانے کی ضرورت سب سے پہلے بصرہ کے گورنر زیاد نے محسوس کی جو 45ھ سے 53ھ تک وہاں کا گورنر تھا۔ اس نے ابوالاسود سے فرمائش کی کہ وہ اعراب کے لئے علامات تجویز کریں۔ اس کے بعد عبدالملک بن مروان (65ھ تا 86ھ) کے عہدِ حکومت میں حجاج بن یوسف والئ عراق نے دو علماء کو اس کام پر مامور کیا کہ وہ قرآن کے متشابہ حروف میں تمیز کرنے کی کوئی صورت تجویز کریں۔ چنانچہ انہوں نے پہلی مرتبہ عربی زبان کے حروف میں بعض کو منقوط اور بعض کو غیر منقوط کر کے اور منقوط کے اوپر یا نیچے ایک سے لے کر تین تک نقطے لگا کر فرق پیدا کیا اور ابوالاسود کے طریق کو بدل کر اعراب کے لئے نقطوں کے بجائے زیر، زبر، پیش کی وہ حرکات تجویز کیں جو آج تک مستعمل ہیں۔

(طلوعِ اسلام، نومبر 59ء ص 29)

مودودی صاحب کے اس بیان سے واضح ہے کہ جو قرآنِ مجید اُمت میں مستعمل ہے اس کے نقطے اور اعراب، عراق کے غیر معروف دو عالموں کی صوابدید کے رہینِ منت ہیں۔ انہی کے مطابق قرآنی آیات کے معانی متعین کئے جاتے ہیں۔ کیا معلوم کہ جو قرآن اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا اس کی آیات کے معانی کیا تھے؟ بالفاظِ دیگر مودودی صاحب کی تحقیق کے مطابق، سات زبانوں کے جو قرآن خدا نے نازل کئے تھے ان میں سے چھ زبانوں کے قرآن حضرت عثمانؓ نے تلف کر دیئے۔ جو ایک باقی رہا، اس پر معانی متعین کرنے کی علامات (نقطے اور اعراب) عراق کے دو عالموں نے تجویز کیں! اس کے بعد سوچئے کہ موجودہ قرآن کی حیثیت کیا رہ گئی؟

ضمناً طلوعِ اسلام نے اسی زمانے میں دو تین مبسوط مقالات شائع کئے جن میں مستند طور پر یہ بتایا کہ مودودی صاحب نے قرآنِ مجید میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش میں، خود اپنے آپ کو عربی زبان اور اس کی تاریخ سے کس قدر ناواقف ثابت کیا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے طلوعِ اسلام بابت نومبر 1959ء و فروری، 1961ء و اکتوبر 1970ء) ان مقالات میں یہ ثابت کیا گیا تھا کہ عربی زبان میں ابتداء ہی سے نقطے موجود تھے۔

اورقرآنِ مجید کے الفاظ پر اعراب بھی۔

اختلافِ قرأت

اوپر بتایا گیا ہے کہ روایات کی رُو سے‘ مختلف صحابہؓ کے پاس‘ قرآنِ کریم کے ایسے نسخے موجود تھے جن میں ایسی آیات درج تھیں جو مصحفِ عثمانی میں درج شدہ آیات سے مختلف تھیں۔ آپ شاید خیال کرتے ہوں کہ یہ اختلافات اسی زمانے میں ختم ہوگئے ہوں گے کیونکہ قرآنِ کریم کا جو نسخہ امت میں متواتر چلا آرہا ہے‘ اس میں یہ اختلافی آیات موجود نہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس میں یہ اختلافی آیات موجود نہیں۔ لیکن ان اختلافی آیات کو اب بھی‘ منزل من اللہ آیات مانا جاتا ہے۔ آپ نے تفاسیر میں اکثر لکھا دیکھا ہوگا کہ قرأتِ حضرتِ ابنِ عباسؓ میں یوں آیا ہے۔‘‘ اور اس کے بعد اختلافی آیت لکھی ملتی ہے۔ ’’قرأتِ حضرتِ ابنِ عباسؓ‘‘ کے معنی یہ ہیں کہ ان کے مصحف میں یہ آیت یوں لکھی ہوئی تھی۔ ان قرأتوں کے اختلاف کی دو ایک مثالیں ملاحظہ فرمایئے:

وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً...... (4:24)-

اور جو اس کے سوا ہیں وہ تمہارے لئے حلال ہیں‘ اس طرح کہ تم ان کو اپنے مالوں کے ساتھ چاہو‘ نکاح میں لاکر نہ کہ شہوت رانی کرتے ہوئے۔ سوتم ان میں سے‘ جس کے ساتھ نفع اٹھانا چاہو‘ تو انہیں ان کے مقرر کردہ مہر دے دو۔

سنیوں کے ہاں اس معاہدہ کا نام نکاح ہے جو مہرادا کر کے دائمی طور پر کیا جاتا ہے اور جو موت یا طلاق سے فسخ ہوسکتا ہے۔ اس کے برعکس شیعہ حضرات متعہ کے قائل ہیں جس میں ایک مرد اور ایک عورت ایک مدتِ معینہ کے لئے مباشرت کا معاملہ طے کر لیتے ہیں اور اس کے لئے۔۔۔ اس عورت کو جنسی اختلاط کا معاوضہ دے دیا جاتا ہے۔ سنیوں کے ہاں متعہ حرام ہے۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ سنیوں کے جلیل القدر صحابی ہیں۔۔۔ ان کی قرأت میں مندرجہ بالا آیت یوں آئی ہے:

فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى......

تم ان میں سے ایک مدتِ معینہ کے لئے فائدہ اٹھاؤ۔

یعنی اس قرأت کی رو سے‘ آیتِ قرآنی میں **اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّى** کا اضافہ کیا گیا ہے جس سے متعہ کی سند مل جاتی ہے۔ اس اضافہ کے متعلق حضرتِ ابن عباسؓ نے کیا کچھ فرمایا ہے‘ اس کی تفصیل سنیوں کی سب سے پہلی اور قابلِ اعتماد تفسیر طبری میں لکھا ہے:

ابونضرہ کی روایت ہے کہ میں نے ابنِ عباسؓ سے متعہ کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ کیا تم سورۃ النساء کی تلاوت نہیں کرتے۔ میں نے کہا۔ کیوں نہیں۔ کہا' پھر اس میں یہ آیت نہیں پڑھا کرتے کہ: ''**فاستمتعتم بہٖ منھن الٰی اجل مسمیٰ**۔'' میں نے کہا۔ نہیں۔ میں اگر اس طرح پڑھتا ہوتا تو آپ سے دریافت کیوں کرتا۔ انہوں نے کہا اچھا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اصلی آیت یونہی ہے۔ عبدالعلی کی روایت میں بھی ابونضرہ سے اس طرح کا واقعہ منقول ہے۔ تیسری روایت میں بھی ابونضرہ سے نقل ہے کہ میں نے ابن عباسؓ کے سامنے یہ آیت پڑھی۔ **فاستمتعتم بہٖ منھن**... ابن عباسؓ نے کہا: **اِلٰی اجل مسمیٰ**۔ میں نے کہا۔ میں تو اس طرح نہیں پڑھتا۔ انہوں نے تین مرتبہ کہا۔ ''خدا کی قسم! خدا نے اسی طرح نازل کیا ہے۔''

(2) متعہ کے علاوہ شیعہ اور سنی میں ایک اختلاف وضو کے متعلق بھی ہے۔ سنی وضو میں پاؤں دھوتے ہیں اور شیعہ پاؤں پر مَسح کرتے ہیں۔ اس باب میں مودودی صاحب کی تفسیر غور طلب ہے۔ وضو کا حکم سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 6 میں ان الفاظ میں آیا ہے:

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُؤُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ (5:6)-

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب تم اُٹھو نماز کے لئے تو دھوؤ اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں پر اور دھوؤ اپنے پاؤں ٹخنوں تک۔

یہ آیت درج کرنے کے بعد مودودیؒ صاحب لکھتے ہیں کہ:

اس میں لفظ **وارجلکم** کی دو قرأتیں متواتر ہیں۔ نافع' ابنِ عامر' حفص' کسائی اور یعقوب کی قرأت **وارجلکم** (بفتحِ لام) ہے اور ابنِ کثیر۔ حمزہ' ابوعمرو اور عاصم کی قرأت **وارجلکم** (بکسرِ لام) ہے۔ ان میں سے کسی قرأت کی حیثیت بھی یہ نہیں کہ بعد میں کسی وقت بیٹھ کر نحویوں نے اپنے اپنے فہم اور منشاء کے مطابق الفاظِ قرآنی پر خود اعراب لگا دیئے ہوں۔ بلکہ یہ دونوں قرأتیں متواتر طریقے سے منقول[1] ہوئی ہیں۔ اب اگر پہلی قرأت اختیار کی جائے تو **ارجلکم**... کا تعلق **فاغسلو** کے حکم سے جڑتا ہے اور معنی یہ ہو جاتے ہیں۔ ''اور دھوؤ اپنے پاؤں ٹخنوں تک'' اور اگر دوسری قرأت قبول کی جائے تو اس کا تعلق

[1] مودودیؒ صاحب نے پہلے کہا کہ ابتداء میں قرآنِ کریم کی جس طرح کتابت ہوئی اس میں الفاظِ قرآنی پر اعراب نہیں تھے۔ اگر صورت یہ تھی تو ارجلکم کے ل پر زبر اور زیر کی تفریق کس طرح کی گئی تھی اور یہ دونوں قرأتیں کس طرح منقول ہوئی تھیں۔

وامسحوا برئوسکم سے قائم ہوتا ہے اور معنی یہ نکلتے ہیں۔ ''اور مسح کرو اپنے پاؤں پر ٹخنوں تک۔''

(ترجمان القرآن۔ بابت فروری 1959ء)

ظاہر ہے کہ ان دو قرأتوں کی رو سے قرآنِ کریم میں تضاد واقع ہوتا ہے یعنی وہ پاؤں دھونے کا بھی حکم دیتا ہے اور مسح کرنے کا بھی۔ حالانکہ اس نے واضح طور پر کہا ہے کہ اس کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس میں کوئی تضاد نہیں۔ (4:82) لیکن مودودیؔ صاحب ان دونوں قرأتوں کو صحیح تسلیم کرتے ہیں جن کی رو سے قرآنی حکم میں بالبداہت تضاد واقع ہو جاتا ہے۔

اختلافِ قرأت کا یہ عقیدہ بھی ہمارے ہاں مسلمہ ہے۔ (واضح رہے کہ ہم نے اس بحث میں شیعہ حضرات کے عقائد کا ذکر قصداً نہیں کیا ورنہ ان کے ہاں ''الکافی'' میں متعدد ایسی آیات درج ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ مروجہ قرآن کی یہ آیت دراصل یوں نازل ہوئی تھی۔ یعنی ان کے عقیدہ کی رُو سے' آیاتِ قرآنی میں اختلافِ قرأت ہی نہیں بلکہ صریحاً تحریف کی گئی ہے۔ مثلاً زیرِ نظر آیت نازل تو **اَرْجُلِکُمْ** ہی ہوئی تھی لیکن اس میں تحریف کر کے مصحفِ عثمانی میں اسے **اَرْجُلَکُمْ** درج کر دیا گیا)۔

اختلافِ ''قرأت'' (یا بالفاظ صریح تحریف فی القرآن) کی یہ مثالیں احکام سے متعلق تھیں۔ اب ایک ایسی مثال دیکھئے جس سے دیںؔ کی اصل و بنیاد تک ہل جاتی ہے۔ قرآنِ کریم نے مامورین من اللہ کے لئے رسول یا نبی کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ انہیں خدا کی طرف سے وحی ملتی تھی۔ سورۂ حج کی آیت نمبر 52 میں ہے:

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰٓی اَلْقَی الشَّیْطَانُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِہٖ فَیَنْسَخُ اللّٰہُ مَا یُلْقِی الشَّیْطَانُ ثُمَّ یُحْکِمُ اللّٰہُ آیَاتِہٖ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ (22:52)-

(اے رسول!) ہم نے تجھ سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے ان میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے ساتھ یہ ماجرا نہ گذرا ہو کہ اس کے چلے جانے کے بعد دین کے دشمنوں نے اس کی وحی میں آمیزش نہ کر دی ہو۔ جب ایسا ہوتا تو خدا ایک اور رسول بھیج دیتا اور سابقہ وحی کی اس آمیزش کو دور کر کے اپنے قوانین کو محکم بنا دیتا۔ اس لئے کہ خدا علیم بھی ہے اور حکیم بھی۔

اس آیت سے واضح ہے کہ خدا کی طرف سے رسول یا نبی آتے تھے لیکن حضرت ابنِ عباسؓ کی قرأت میں یہ آیت یوں آئی ہے۔ **وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث...... الخ** ۔ یعنی اس میں رسول اور نبی کے ساتھ **مُحَدَّث** (دَ کے زبر کے ساتھ) کا اضافہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی طرف سے رسول۔ نبی اور

محدّث آیا کرتے تھے۔

محدّث کا عقیدہ

مَیں نے اپنے اس مقالہ میں شیعہ حضرات کے عقیدہ اور مسلک کے متعلق بحث نہیں کی لیکن چونکہ زیرِ نظر آیت میں اضافہ کا تعلق اصولاتِ دین سے ہے اس لئے اس باب میں ان کی ایک روایت کا ذکر ناگزیر ہے۔ کتاب الکافی شیعہ حضرات کا احادیث کا معتبر ترین مجموعہ ہے۔ اس میں عقیدۂ محدّث کے سلسلہ میں حسبِ ذیل روایت درج ہے۔

> زرارہ سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے آیۂ **کان ''رسولاً نبیاً''** کے متعلق سوال کیا اور پوچھا کہ نبی اور رسول میں کیا فرق ہے۔ فرمایا نبی وہ ہے جو فرشتہ کو خواب میں دیکھتا ہے۔ اس کی آواز سنتا ہے لیکن ظاہر بظاہر حالتِ بیداری میں نہیں دیکھتا اور رسول وہ ہے جو آواز بھی سنتا ہے۔ خواب میں بھی دیکھتا ہے اور ظاہر میں بھی۔ میں نے پوچھا امام کی منزلت کیا ہے؟ فرمایا وہ فرشتہ کی آواز سنتا ہے مگر دیکھتا نہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ **وَمَا اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ وَّلَا نَبِیٍّ وَّلَا مُحَدَّثٍ۔**

(الکافی کا اردو ترجمہ الشافی۔ جلد اول' ص 203' شائع کردہ شمیم بک ڈپو۔ کراچی)

اصولِ کافی (عربی) میں اس روایت کے تحت حاشیہ میں لکھا ہے۔ **انما ھو فی قرأت اھل بیت علیھم السلام۔** (جلد اول' ص 176) یعنی اہلِ بیت کی قرأت میں اس آیت میں **''ولا محدث''** کے الفاظ آئے ہیں۔ اس سے اگلی روایت میں ہے:

> محدث وہ ہے جو ملائکہ سے ہم کلام ہوتا ہے۔ ان کا کلام سنتا ہے لیکن اسے دیکھتا نہیں اور نہ اسے خواب نظر آتا ہے۔

(الشافی۔ جلد اول' ص 204)

اس کے بعد ایک روایت میں ہے کہ:

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ''میں اور میرے صلب میں سے گیارہ امام محدث ہیں۔''

(الشافی۔ جلد اول' ص 281)[1]

ختمِ نبوت کا عقیدہ اسلام کا اصل الاصول ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی راہنمائی کے لئے جو کچھ دینا تھا وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف نازل کردہ وحی میں تکمیل تک پہنچ گیا اور قرآنِ مجید کی دفتین میں محفوظ کر دیا گیا۔ اس طرح حضور ﷺ کے بعد' خدا کی طرف سے راہنمائی ملنے کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ لہٰذا آپ آخری نبی اور رسول ہیں۔ مرزا غلام احمد (قادیانی) نے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور اس پر سخت اعتراضات ہوئے تو اس نے کہا:

1۔ میں نے اس بحث کو اپنی کتاب ''شاہکارِ رسالت'' میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔

آپ لوگ کیوں قرآن شریف میں غور نہیں کرتے اور کیوں سوچنے کے وقت غلطی کھا جاتے ہیں۔ کیا آپ صاحبوں کو خبر نہیں کہ صحیحین سے ثابت ہے کہ آنحضرت (ﷺ) اس اُمت کے لئے بشارت دے چکے ہیں کہ اس اُمت میں بھی پہلی اُمتوں کی طرح محدث پیدا ہوں گے اور محدث، بفتح دال وہ لوگ ہیں جن سے معاملات ومخاطباتِ الٰہیہ ہوتے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ ابن عباسؓ کی قرأت میں آیا ہے۔ **وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث**...... (آخر تک) پس اس آیت کی رو سے بھی جس کو بخاری نے بھی لکھا ہے، محدث کا الہام یقینی اور قطعی ثابت ہوتا ہے جس میں دخل شیطان کا قائم نہیں رہ سکتا۔

(براہین احمدیہ۔ شائع کردہ انجمن احمدیہ اشاعتِ اسلام۔ لاہور، ص348، حاشیہ در حاشیہ)

آپ دیکھئے کہ مرزا قادیانی نے **وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث** کو ''آیت'' کہا ہے یعنی مروجہ قرآنِ کریم میں جو آیا ہے کہ **وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی**. وہ بھی قرآن کی آیت ہے۔ اور ''**ولا محدث**'' کے اضافہ کے ساتھ بھی قرآن کی آیت ہے۔

اس (**ولا محدث** کے اضافہ والی) آیت کو بنیاد قرار دیتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

ہمارے سید الرسول اللہ، خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لئے شریعت میں نبی کے قائمقام محدث رکھے گئے ہیں۔[1]

(شہادت القرآن، ص28)

نبی کے قائم مقام ۔۔۔۔ محدث!

آپ نے دیکھا کہ اختلافِ قرأت کا باطل عقیدہ بات کہاں سے کہاں پہنچا دیتا ہے لیکن بایں ہمہ اسے صحیح مانا جاتا ہے۔

ان مثالوں سے (جو بکثرت موجود ہیں) یہ واضح ہو جاتا ہے کہ قرآنِ کریم اس شکل میں بھی نازل ہوا تھا جو مروجہ نسخوں میں ہے اور ان شکلوں میں بھی جو مختلف قرأتوں میں موجود ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا لیجئے کہ قرآنِ مجید کے شک وشبہ سے بالاتر ہونے کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے!

☆☆☆

ناسخ ومنسوخ

اب آگے بڑھئے۔ مروجہ قرآنِ کریم (معاذ اللہ) جیسا بھی ہے اس کے متعلق ایک اور عقیدہ وضع کیا گیا۔۔۔ اور وہ یہ کہ قرآنِ کریم کی بے شمار آیات ایسی

1۔ مرزا قادیانی کے دعاوی کی حقیقت کے متعلق، میری کتاب ''ختمِ نبوت اور تحریکِ احمدیت'' دیکھئے۔

ہیں جو صرف تلاوت کے لئے قرآن میں رہنے دی گئی ہیں لیکن ان کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہیں یہ نہیں کہا کہ فلاں آیت ناسخ ہے اور فلاں آیت منسوخ۔ اس پر آپ متعجب ہوں گے کہ پھر اس بات کا فیصلہ کس نے کیا کہ فلاں آیت منسوخ ہے۔۔۔ اس کا فیصلہ محدثین نے کیا۔ مفسرین نے کیا۔ علماء نے کیا۔ فقہاء نے کیا۔ یعنی انہیں یہ اتھارٹی حاصل ہوگئی کہ وہ خدا کی طرف سے نازل کردہ آیات کو منسوخ قرار دے دیں۔ کسی زمانے میں اس قسم کی منسوخ شدہ آیات کی تعداد 500 تک پہنچتی تھی۔ پھر یہ گھٹتے گھٹتے شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں پانچ تک رہ گئی لیکن پانچ سو ہوں یا پانچ، یہ عقیدہ اب بھی موجود ہے کہ قرآنِ کریم میں ایسی آیات موجود ہیں جن کا حکم منسوخ ہو چکا ہے اور وہ صرف تلاوت کے لئے باقی ہیں۔ مثلاً مودودی صاحب اپنی تفسیر تفہیم القرآن، جلد اول، (1951ء۔ ایڈیشن) میں روزے سے متعلق آیت (2:183) کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ:

> 2ھ میں رمضان کے روزوں کا یہ حکم قرآن میں نازل ہوا مگر اس میں اتنی رعایت رکھی گئی کہ جو لوگ روزے کو برداشت کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور پھر بھی روزہ نہ رکھیں، وہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔ بعد میں، دوسرا حکم نازل ہوا اور یہ عام رعایت منسوخ کر دی گئی۔
>
> (ص141)

''یہ عام رعایت منسوخ کر دی گئی۔'' مودودی صاحب کا اپنا فیصلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ پہلے یہ رعایت دی، نہ بعد میں اسے منسوخ کیا۔ خدائے علیم وخبیر اس سے بلند و بالا ہے کہ وہ ایسے احکام دے جنہیں خود ہی بعد میں منسوخ کرنا پڑے۔

اس سے بھی آپ اندازہ لگا لیجئے کہ اس عقیدے کے بعد، آیاتِ قرآنی کی محکمیت کے متعلق کس قدر یقین باقی رہ سکتا ہے؟

وحی کی دو قسمیں

ناسخ اور منسوخ کے متعلق یہی عقیدہ نہیں کہ قرآنِ کریم کی ایک آیت کو خود قرآن ہی کی دوسری آیت منسوخ کر سکتی ہے بلکہ یہ عقیدہ بھی رائج کیا گیا کہ قرآنی آیات کو احادیث بھی منسوخ کر سکتی ہیں۔ اس پر جب یہ اعتراض وارد ہوا کہ وحی کو غیر وحی کس طرح منسوخ کر سکتی ہے؟ تو کہا گیا کہ وحی خداوندی ساری کی ساری قرآنِ مجید کے اندر ہی درج نہیں۔ اس کا بہت تھوڑا حصہ قرآن میں ہے اور کثیر حصہ احادیث میں۔ چنانچہ جمعیتِ اہلِ حدیث کے سابق صدر، مولانا محمد اسمٰعیل (مرحوم) اپنی کتاب ''جماعتِ اسلامی کا نظریۂ حدیث'' میں لکھتے ہیں:

> تحقیق و تثبیت کے بعد حدیث کا ٹھیک وہی مقام

ہے جو قرآنِ عزیز کا ہے اور فی الحقیقت اس کے انکار کا ایمان اور دیانت پر بالکل وہی اثر ہے جو قرآنِ عزیز کے انکار کا...... جبرائیل قرآن اور سنت دونوں لے کر نازل ہوتے تھے۔ آنحضرتﷺ کو سنت بھی قرآن کی طرح سکھاتے تھے۔ اس لحاظ سے ہم وحی میں تفریق کے قائل نہیں۔

یعنی جو وحی قرآن میں درج ہے اور جو احادیث میں درج ہے' دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے' حضرت جبرائیل کی وساطت سے رسول اللہﷺ کو ملی تھیں اور دونوں کا درجہ اور مقام ایک ہی ہے۔ مولانا محمد اسمٰعیل (مرحوم) کے الفاظ میں ''جو احادیث قواعدِ صحیحہ اور ائمہ سنت کی تصریح کے مطابق صحیح ثابت ہوں' ان کا انکار کفر ہوگا اور ملت سے خروج کے مرادف۔'' (ایضاً)

مودودی صاحب اس باب میں فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہﷺ نے جو کچھ استاد کی حیثیت سے بتایا اور سکھایا ہے وہ بھی اسی طرح خدا کی طرف سے ہے جس طرح قرآن خدا کی طرف سے ہے۔ اس کو غیر از قرآن کہنا صحیح نہیں ہے۔

(تفہیمات۔حصہ اول' ص336)

اس سوال کے جواب میں' کہ وحی کو ان دو حصوں میں تقسیم کرنے کا مقصد کیا تھا' وہ لکھتے ہیں کہ اگر پوری کی پوری وحی کو قرآنِ کریم میں درج کر دیا جاتا تو:

قرآنِ مجید کم از کم انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے برابر' ضخیم ہو جاتا اور وہ تمام فوائد باطل ہو جاتے جو اس کتاب کو محض ایک مختصر سی اصولی کتاب رکھنے سے حاصل ہوئے ہیں۔

(ایضاً' ص337)

ضمناً' لگے ہاتھوں آپ یہ بھی دیکھتے جایئے کہ یہی مودودی صاحب جو یہ فرماتے ہیں کہ وحی ہونے کی جہت سے قرآن اور حدیث میں کوئی فرق نہیں' دوسرے مقام پر' اس باب میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ وہ ترجمان القرآن بابت ستمبر 1952ء میں لکھتے ہیں:

قرآن کے کلام اور محمدﷺ کے اپنے کلام میں زبان اور اسلوب کا اتنا نمایاں فرق ہے کہ کسی ایک انسان کے دو اس قدر مختلف سٹائل کبھی نہیں ہو سکتے۔ یہ فرق صرف اسی زمانے میں واضح نہیں تھا جبکہ نبیﷺ اپنے ملک کے لوگوں میں رہتے سہتے تھے بلکہ آج بھی حدیث کی کتابوں میں آپ کے سینکڑوں اقوال اور خطبے موجود ہیں۔ ان کی زبان اور اسلوب قرآن کی زبان اور اسلوب سے اس قدر مختلف ہے کہ زبان و ادب کا کوئی رمز آشنا نقاد یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ یہ دونوں ایک ہی

شخص کے کلام ہو سکتے ہیں۔

اس سے یقیناً آپ کے دل میں یہ خیال ابھرے گا کہ مودودی صاحب نے، یہ متضاد باتیں کیسے کہہ دیں۔ اگر آپ کے دل میں یہ خیال ابھرتا ہے تو یہ مودودی صاحب کے متعلق آپ کی ناواقفیت کی دلیل ہے۔ ان کے ہاں تو قریب قریب ہر مسئلہ میں اس قسم کے تضادات موجود ہوتے ہیں۔ ان کا عام معمول یہی ہے۔

ہم، بہر حال کہہ یہ رہے تھے کہ قرآنِ کریم کے متعلق، ایک عقیدہ یہ بھی وضع کیا گیا کہ وحی خداوندی، ساری کی ساری قرآن ہی میں درج نہیں۔ وحی کا معتدبہ حصہ احادیث میں درج ہے۔ اسی لئے احادیث کو ''مثلہ معہٗ'' کہا جاتا ہے۔ یعنی قرآن کی مثل اس کے ساتھ۔ یہ الگ بات ہے کہ ''مثلہ معہٗ'' کے مجموعے ہر فرقے کے الگ الگ ہیں۔

آپ نے غور فرمایا کہ اس عقیدہ کی رو سے بات کیا بنی؟ جیسا کہ شروع میں لکھا جا چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کے اعتراضات کے جواب میں کہا تھا کہ:

اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ (29:51)-

کیا وہ کتاب جسے تو ان کے سامنے پیش کرتا ہے، ان کے لئے کافی نہیں۔

جو یہ اس کے ساتھ کچھ اور بھی چاہتے ہیں؟ قرآن مجید سے الگ اور خارج، دوسری وحی کے عقیدہ کے معنی یہ ہیں کہ خدا کی کتاب انسانی راہنمائی کے لئے کافی نہیں۔ اس کے ساتھ، اس کی مثل (مثلہ معہٗ) کچھ اور کی بھی ضرورت تھی جسے اس دوسری وحی نے پورا کیا ہے! آپ کو معلوم ہے کہ اب قرآنِ مجید کو انسانی راہنمائی کے لئے کافی سمجھنے والوں کے متعلق کیا کہا جاتا ہے؟

حسبنا کتاب اللہ

میرا عقیدہ اور ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی راہنمائی کے لئے جو کچھ عطا کرنا تھا وہ اصول واقدار (اور بعض معاملات میں احکام) کی شکل میں قرآن کریم میں مکمل طور پر موجود ہے۔ اس طور پر قرآن مجید، انسانی راہنمائی کے لئے کافی ہے۔ اسلامی مملکت کا فریضہ یہ ہے کہ وہ خلافت علیٰ منہاجِ رسالت کے اتباع میں، ان اصول و اقدار کی روشنی میں جزئی قوانین وضع کرے۔ اس مسلک کی بنا پر مجھے منکرِ حدیث اور نہ جانے کیا کیا کہا جاتا ہے۔ یعنی میرا جرم یہ ہے کہ میں حسبنا کتاب اللہ (ہمارے لئے کتاب اللہ کافی ہے) کیوں کہتا ہوں۔[1] یہ الفاظ (حسبنا کتاب اللہ)۔ میرے نہیں۔ یہ حضرت عمرؓ کے ہیں جو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی وفات سے چند روز قبل ارشاد فرمائے تھے۔۔۔ حسبنا کتاب اللہ کہنے کی وجہ سے میرے خلاف کفر کے فتوے صادر کرنے والوں سے، شیعہ حضرات نے ایک

1. علامہ اقبالؒ نے اپنے خطبات میں اس ارشادِ فاروقیؓ کو اسلام کے احیاء کے لئے شرطِ اول قرار دیا ہے۔

بڑی چبھتی ہوئی بات کہی ہے۔ (جیسے کہ پہلے لکھا جا چکا ہے) شیعہ حضرات کی احادیث کی کتاب الکافی کا الشافی کے نام سے اردو ترجمہ شائع ہوا ہے۔ اس کے مقدمہ میں فتنۂ انکار حدیث کے عنوان سے کہا گیا ہے۔

مگر افسوس ہے کہ بایں ہمہ مسلمانوں میں ہمیشہ سے ایک ایسا گروہ بھی موجود رہا ہے جو نہ صرف یہ کہ حدیث کی افادیت کا منکر ہے بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ۔۔۔ایں دفترِ بے معنی غرق مئے ناب اولیٰ۔۔ اس فتنہ کا حجرِ اساس تو پیغمبرِ اسلام کے آخری لمحات میں آنجناب کے مطالبہ قلم و دوات کے جواب میں حسبنا کتاب اللہ (بخاری شریف) طبع مجتبائی۔ دہلی۔ جلد نمبر 2۔ص 638۔مشکوٰۃ۔ص 584۔ طبع اصح المطابع دہلی) کہہ کر رکھ دیا گیا تھا اور انہی حسبنا کتاب اللہ کے قائل کے دورِ خلافت میں حدیث بیان کرنے والوں کو دُرے لگتے تھے۔

(الفاروق شبلی نعمانی۔طبع غلام علی اینڈ سنز' ص 247)

یہ نظریۂ فاسدہ اسلام کے مختلف ادوار سے گذر کر مولوی چکڑالوی اور مسٹر پرویز[1] کے وقت برگ و بار لے آیا۔ اب جبکہ اپنے اصلی رنگ و روپ اور حقیقی خدوخال کے ساتھ منظرِ عام پر ظاہر ہوا ہے تو حسبنا کتاب اللہ کے قائل بھی چلا اٹھے ہیں اور اس خیال کے ابطال پر متعدد کتب و رسائل لکھ ڈالے ہیں' مگر ان حضرات کو یہ کون سمجھائے کہ۔۔۔۔

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تُست! اور خود کردہ را علاجے نیست!

(مقدمہ' ص ب/3)

مطلب واضح ہے۔ یعنی سُنی حضرات' آج حسبنا کتاب اللہ کہنے والوں کے خلاف تو کفر کے فتوے صادر کرتے ہیں لیکن جس نے (یعنی حضرت عمر فاروقؓ نے) اس فتنہ کا سنگِ بنیاد رکھا تھا اسے خلیفۂ راشد تسلیم کرتے ہیں!

(جاری ہے)

بایزید یلدرم

صابر صدیقی صاحب کا نام طلوع اسلام کے حلقوں میں تعارف کا محتاج نہیں ہے۔طلوع اسلام ٹرسٹ سے ان کی کتابیں ابلۂ مسجد' اور کن فیکون شائع ہو کر قارئین سے خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ ''بایزید یلدرم'' ان کا ایک تاریخی ناول ہے جو انہوں نے بہت محنت سے لکھا ہے۔ یہ ناول ادارہ طلوع اسلام سے رعایتی قیمت -/150 روپے علاوہ ڈاک خرچ میں دستیاب ہے۔

1۔ مولوی عبداللہ چکڑالوی یا فرقہ اہلِ قرآن کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں۔ میں ان کے مسلک کے سخت خلاف ہوں' اور اس موضوع پر بہت کچھ لکھ چکا ہوں۔(پرویز)

پاکستان میں

غلام احمد پرویز علیہ الرحمتہ

کا درس قرآن کریم مندرجہ ذیل منظور شدہ مقامات پر ہوتا ہے

نوٹ: نمائندگان محترم سے التماس ہے کہ ایڈریس یا اوقاتِ درس میں تبدیلی کی صورت میں ادارہ کو فی الفور مطلع فرمائیں۔

شہر	مقام	دن	وقت
اوکاڑہ	برمکان احمد علی، بیت الحمد 4-180-AB، شادمان کالونی، ایم۔اے جناح روڈ، نزد مبارک مسجد رابطہ میاں احمد علی: 0442-527325، موبائل: 0321-7082673	بروز جمعہ	3PM
پنج کسی	برمطب حکیم احمد دین۔رابطہ ڈاکٹر محمد سلیم قمر تحصیل کبیروالا	بروز جمعہ	3PM
چوٹی زیریں	بردوکان لغاری برادرز زرعی سروس، ڈیرہ غازی خان۔رابطہ: ارشاد احمد لغاری۔موبائل: 0331-8601520	ہرماہ پہلا اتوار	12 بجے دن
چنیوٹ	11/9-W، گوجر چوک (گنبد والی کوٹھی) سیٹلائیٹ ٹاؤن۔ رابطہ: آفتاب عروج، فون: 047-6331440-6334433، موبائل نمبر: 0345-7961795	بروز جمعہ	بعد نماز جمعہ
حیدرآباد (قاسم آباد)	محترم ایاز حسین انصاری B-12، حیدرآباد ٹاؤن، فیز نمبر 2، قاسم آباد بالمقابل نسیم نگر آخری بس سٹاپ۔رابطہ موبائل: 0336-3080355	بروز جمعہ	بعد نماز عصر
راولپنڈی	فرسٹ فلور، کمرہ نمبر 114، فیضان پلازہ۔کمیٹی چوک۔ رابطہ ملک محمد سلیم ایڈووکیٹ، موبائل: 0331-5035964	بروز جمعہ بروز اتوار	4PM 4PM
راولپنڈی	برمکان امجد محمود، مکان نمبر 14/A، گلی نمبر 4، راہِ طلوع اسلام جنجوعہ ٹاؤن، اڈیالہ روڈ، نزد جراہی سٹاپ، راولپنڈی۔رابطہ: رہائش: 051-5573299، موبائل: 0322-5081985	بروز اتوار	10AM
خان پور	بمقام مکان حبیب الرحمان، محلہ نظام آباد، وارڈ نمبر 9 خان پور، ضلع رحیم یار خان رابطہ: نمائندہ حبیب الرحمٰن۔فون نمبر گھر: 068-5575696، دفتر: 068-5577839	بروز جمعہ	3PM
سیالکوٹ	معرفت کمپیوٹر سٹی، سٹی ہاؤس، سٹی سٹریٹ، شہاب پورہ روڈ، رابطہ: محمد حنیف، 03007158446۔محمد طاہر بٹ، 0300-8611410۔ محمد آصف مغل 0333-8616286۔سٹی ہاؤس 052-3256700	ہردوسرے اتوار	5PM
سرگودھا	B-4، گلی نمبر 7، بلاک 21، نزد مکی مسجد چاندنی چوک، رابطہ۔ملک محمد اقبال۔فون: 048-711233	بروز منگل	7PM

فیصل آباد	رحمان نور سینٹر فرسٹ فلور مین ڈگلس پورہ بازار رابطہ: محمد عقیل حیدر موبائل: 0313-7645065	بروز جمعہ	4PM
فتح پور سوات	فتح پور سوات رابطہ: خورشید انور فون: 0946600277 موبائل: 0315-9317755	بروز اتوار	3PM
	محترم ظاہر شاہ خان آف علی گرام سوات کا ڈیرہ۔ موبائل: 0346-9467559	ہر اتوار	9AM
کراچی	105 سی بریز پلازہ شاہراہ فیصل۔ رابطہ شفیق خالد فون نمبر: 0300-2487545	بروز اتوار	10AM
کراچی	A-446 کوہ نور سنٹر عبداللہ ہارون روڈ رابطہ محمد اقبال۔ فون: 021-35892083 موبائل: 0300-2275702	بروز اتوار	10AM
کراچی	ڈبل اسٹوری نمبر 16 گلشن مارکیٹ کورنگی نمبر 5 ایریا 36/C پوسٹ کوڈ 74900 رابطہ: محمد سرور۔ فون نمبرز: 021-35031379-35046409 موبائل: 0321-2272149	بروز اتوار	2PM
کراچی	نالج اینڈ ویزڈم سنٹر سلمان ٹاورز آفس نمبر A-45 بالمقابل نادرا آفس ملیرسٹی۔ رابطہ: آصف جلیل فون: 021-35421511 موبائل: 0333-2121992 محمود الحسن۔ فون: 021-35407331	بروز اتوار	11AM
کوئٹہ	صابر ہومیو فارمیسی توغی روڈ۔ رابطہ ڈاکٹر غلام صابر فون: 081-2825736	بروز اتوار	4PM
گوجرانوالہ	شوکت نرسری گل روڈ سول لائنز۔ رابطہ چوہدری تسنیم شوکت موبائل: 0345-6507011	بروز جمعہ	بعد نماز عصر
لاہور	B-25 گلبرگ 2 (نزد مین مارکیٹ مسجد روڈ)۔ رابطہ فون نمبر: 042-35714546	بروز اتوار	10AM
لاہور	قرآنک ریسرچ سنٹر متصل لاہور میڈیکل اینڈ ڈینٹل کالج ہربنس پورہ۔ رابطہ: ہارون 0322-4947258	بروز جمعہ	5:30PM
لاڑکانہ	بر مکان اللہ بخش شیخ نزد قاسمیہ محلہ جاڑل شاہ رابطہ سکندر علی عباسی فون: 074-4042714	بروز جمعہ	بعد نماز مغرب
منڈی۔۔ بہاؤالدین	رابطہ: خان محمد (وڈیو کیسٹ) بر مکان ماسٹر خان محمد گلی نمبر 1 محلہ صوفی پورہ۔ فون نمبر: 0456-520969 موبائل نمبر: 0334-4907242	بروز جمعہ	10 AM
نواں کلی صوابی	رابطہ ہومیو ڈاکٹر ایم۔ فاروق محلہ خدرخیل۔ فون نمبر:	بروز اتوار	10 AM
صوابی	بمقام چارباغ (حجرہ ریاض الامین صاحب) (رابطہ: انچارج یوٹیلیٹی سٹورز مردان روڈ صوابی) فون نمبرز: 250092, 250102, (0938)310262	بروز اتوار	3 P.M

غلام احمد پرویز علیہ الرحمۃ کی جملہ تصانیف اور ماہنامہ طلوع اسلام کا تازہ شمارہ بھی انہی جگہوں پر دستیاب ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خریدار حضرات خصوصی توجہ فرمائیں

جن خریدار حضرات کی زرِ شرکت ماہنامہ طلوع اسلام ختم ہو چکی ہے وہ برائے مہربانی جلد از جلد ادارہ کو ارسال فرمائیں۔ شکریہ

Mao Zedong and The Qur'an

By
Iqbal Muhammad &
Brig. Taimur Afzal Khan (Retd)
==================

Islam is synonymous to submission. Instead of just a religion, Islam is *Deen* - a way of life, a system of life based on certain ideology; a Divine Ideology. Unlike other religions, Islam does not teach to remain away from the worldly affairs. Moreover, no religion other than Islam had ever a complete code of life. Judaism, Christianity, Paganism, Hinduism, Buddhism, etc. are religions that only teach man the way to salvation. None of them offers a way of life – a worldly life. To top it all, except as in Islam, there is no code of life that is based on the Philosophy[1] of Life. This means that no religion concerns itself with the way of life, or with any code of life based on certain ideology.

After Islam, only Communism[2] is a way of life that can rightly boast to be based on certain philosophy. In other words, only Communism can stand to Islam; though somewhat to some extent. As such, it becomes necessary for those who believe in Islam, to study Communism from this angle and see as to which of these two codes of life fulfills not only human needs but also has the capacity to take man forward.

The problem with us, the Muslims is that we generally consider Islam a mere religion and therefore, make comparisons with other religions. On the other hand, communists generally understand that Communism is a social system; though it is not just that but far ahead and beyond. Communism in fact is a system of life based on a particular philosophy. This way, if we want to understand Communism, we need to study it and then make comparison (and contrast) between Communism and Islam.

Personally, I understand that there is no other topic more important than this one. I have repeatedly argued in its favor. Let's see why!

1. **There are two facets of Communism – one, its philosophy of life and two, its social system**
2. **Philosophy of life based on Communism and that based on Qur'an go along to some extent but then, they have their own determinants**

---

[1] A general approach to life, optimism, pessimism, freedom vs. determinism

[2] A theory of social organization based on the holding of all property in common, actual ownership being ascribed to the community, or to the state

3. **Social system based on Communism is somewhat comparable to the one ordained by the Qur'an**
4. **The philosophy of life under Communism is in fact so weak that the foundations of its social system cannot withstand its burden**
5. **As against this, Islam provides a credible framework of a social system that can guarantee a way of life in accordance with the guidance as enunciated in the Qur'an**

I have, time and again, brought out the basic characteristics of both these philosophies and tried to emphasize on how these two systems are mutually exclusive. However, those interested to better understand this approach, insist that we be told, in somewhat detail, what these two philosophies stand for, to what extent they go along (in tandem) and from where do they have their separate and distinct directions. Besides the insistence of friends and well-wishers, I personally feel that this argument has its legitimate impulses that demand detailed discussion.

To present such a complex philosophical discussion in a reader-friendly manner, and then giving it a shape of a treatise, a (so to say) dissertation, kept me concerned. For such discussions, it is appropriate to bring it out, in a number of lectures. It could also be brought out in the form of a comprehensive document.

Since none of these is possible for the time being, I deemed it expedient to present it in a brief but all-encompassing manner; leaving details for some leisurely time (if at all).

The Philosophy of Communism

To be honest to the Philosophy of Communism, one must start with Hegel, followed by Karl Marx, Lenin, and finally, reach Mao Zedong. But this approach is very long besides being (technically) arduous. Therefore, it is imperative that we contend with a cursory look at what Hegel and Marx had to say and then have a detailed discourse on the thoughts of Mao Zedong. This is important because Mao Zedong is the person who in fact was the torch-bearer in bringing a Communist Revolution in China, and based on its philosophy, the architect of its social order. I would rather venture to add that if seen in the perspective of a mix of thoughts and implementation strategies, there would hardly be anyone else, comparable to Mao Zedong in stature.

Going back to Hegel, he said that an idea springs up, it spreads and when it reaches its zenith, another idea comes up that is just its opposite. It also prospers but then a third idea sprouts that springs on the basis of good attributes inherent in both the

earlier (though mutually contrasting) ideas. This way, the system of ideas prospers with the *Spirit of the Age*[3] as its prime mover.

Though Marx belonged to this school of thought; however, he was of the opinion that contrast and change are not inherent in ideals. It rather appears in the social system of human life having the *Historical Necessity*[4] at its back.

Mao Zedong, in principle, believes in the *Philosophy of Contrasts*. He however, differs with Hegel, even Marx, to some extent though. His books and other literature are replete with his own viewpoint. The principal pillar of sustenance of his philosophy is the *Law of Contradiction*[5]. Its configuration, outlook, and summary (to be precise) can be explained in the following manner:

1. **For the growth and development of Universe, two ideologies have been in existence right from the outset. Both are mutually exclusive and contradictory. One ideology[6] is generally known as *Metaphysical*[7], while the other is *Dialectical Materialism*[8].**
2. **Based on the *Metaphysical Philosophy*[9], it is believed that all that exists in the universe has existed perpetually and that various components of universe are mutually exclusive; and will remain so till eternity. No change occurs in their being. In fact, none has the capability and quality to change to some other form. External factors do have impact on them that can change their outlook, not their (inner) content. In other words, 'change' occurs only in quantitative (not in qualitative) terms. Things that have the potential to produce something can only produce substances like themselves. For example, a mango seed can produce only a mango plant or a goat's sibling can only become a goat, nothing else. Similarly, those who believe in the *Theory of Evolution*[10] (Darwinians!) can only say that because of evolution, changes can occur but only in shapes/configuration of the objects in**

---

3 It is the general cultural, intellectual, ethical, spiritual, and/or political climate within a nation or even specific groups, along with the general mood, morals, socio-cultural direction, and mood associated with an era

4 Something historically dictated by invariable physical laws

5 Two antithetical propositions cannot both be true at the same time and in the same sense

6 A religious belief, something taken on faith, without evidence or even logical consistency

7 Pertaining to a branch of philosophy that examines the true nature of reality, whether visible or invisible

8 Every economic order grows to a state of maximum efficiency, while at the same time developing internal contradictions or weaknesses that contribute to its decay

9 The branch of philosophy dealing with theories of existence and knowledge

10 Living things have come into being through unguided naturalistic processes starting from a primeval mass of subatomic particles and radiation, over approximately 20 billion years

universe, though in essence, they remain the same. Therefore, the system of creation in universe is not more than '*repetition*'. This very principle exists in all the substances of universe. According to this principle, there can be no change in their essence.

3. **As against this, according to dialectical philosophy, the theory of growth in the universe says:**
   i) **Right from the outset, there are two opposing constituents in each and every substance. Both are in a state of constant conflict. The philosophy of the outlook of this mutual collision or clash is called *Dialectic*[11].**
   ii) **Of these opposing elements, one element remains dominant, called the *principal* one. The other one can be termed as *secondary*. In other words, one of them is weightier than the other. Such substances are therefore known by their principal elements.**
   iii) **A little while just after the (mutual) collision, the secondary element becomes the dominant one and the dominant one, the secondary. But since each substance is known by the dominant element, therefore due to this change of positions, the secondary element transforms into another substance, not just in its outlook but also because of a changed structure. And thus it becomes an entirely different and new substance. This phenomenon is called *Unity of Opposites*[12] which, according to Mao Zedong, is an absolute and basic principle of universe.**

   Here, an ambiguity exists the answer to which could not be found in the writings of Mao Zedong. At certain occasions, he has said that through the above-mentioned processes, the dominant element becomes secondary while the secondary element takes the form of the dominant element. This is just '*change of positions*' and it appears that these opposing elements are inherent in that substance: from the time immemorial.

   As an example, if an element 'A' is dominant in a substance, then it becomes 'A'. And when element 'B' dominates, the substance (that was earlier known as 'A'), becomes 'B'. This *Cyclic Process*[13]

---

[11] The art or practice of arriving at the truth by the exchange of logical arguments

[12] A situation in which the existence of a thing depends on the co-existence of at least two conditions that are opposite yet dependent on each other

[13] A sequence of processes that leaves the system in the same state in which it started

remains in perpetuity and the substance keeps on alternating between 'A' and 'B'. We may, however, need to keep in mind that this substance cannot become anything else.

On certain other occasions, Mao Zedong has said that with the passage of time, a dominant element keeps on getting weaker and weaker till it either becomes secondary or merges into the (previously secondary element) and becomes part of the (now) dominant element. On several instances, Mao Zedong has termed this process as 'death'. This way, a new element emerges out of the old one that occupies the dominant position. Alongside, another element comes into being and occupies the secondary position. This way, the original substance not only alternates between A and B, but through the evolutionary process, it acquires a different hue that is more developed compared to A. This may be called *Proportionality in Contradiction*[14].

iv) **Based on this *Activity of Change*, simultaneously a substance exists and along with that, another substance also comes into existence. In other words, all the substances of universe are in a perpetual state of *Becoming*[15]; and never reach the status of *Being*[16].**

v) **Inspite of being mutually opposite elements in a substance, both are necessary for the existence of each other – both being complementary. That is, if one element misses out, the other cannot exist. For example, if there is no darkness, there cannot be light; or if there is no death, there can be no life. Moreover, both of these (contradictory) elements are means that lead to the perfection of the other, i.e. the dominant element helps in transforming the secondary element into the dominant element.**

vi) **The process of conflict and creation - of perpetual complementality and contradiction in substances – exists right from the outset and will remain so till eternity.**

vii) **The phenomenon explained above is not only inherent in substances and human thought but social and economic systems are also subservient to this (universal) rule of contradictions. The system of mutual conflict and change is therefore endemic and everlasting.**

---

[14] Contradiction that is properly related in size, degree, or other measurable characteristics

[15] Appropriate, suitable, or proper

[16] Something, such as an object or an idea that exists, or is thought to exist

This is what Mao Zedong has precisely said about human thinking. It appears that in his view (rather from the perspective of material life), there is nothing else in the universe, except matter. And that is why human beings are also categorized as part of material objects. As such, he did not consider it expedient to start a separate discussion on human beings. It may therefore be understood that whatever happens with other things, also happens with human beings. This is a very important point to be kept in mind.

One Important Exception

According to the *Dialectical Philosophy*[17], be it natural substance or human thought, none is permanent in its own right - everything is in a state of flux. However, the Law of Contradictions due to which all the changes occur, are invariant and immutable. According to Mao Zedong:

> ***"This is a universal reality that is outside the realm of age and time. There can be no exception to it. This is the immutable and perpetual Rule of the Universe."***

At yet another instance, Mao Zedong has called it the *Objective Law*[18]. Since this Law is prevalent universally, therefore it is called *outside of present.* When that's the case, its origin would invariably be *extra universal*. While advancing such arguments, another point also merits attention.

What is Knowledge?

Mao Zedong opines about knowledge in the following manner:

1. **Knowledge is one that can be gained through our sensory perceptions. This may also be called *Perpetual Knowledge*[19].**
2. **Since human mind gets signals even from external sources, therefore, in any one period of time, he can attain only a fraction of knowledge of the Truth. This way, human knowledge keeps on growing till the day it becomes**

---

[17] A philosophy propounded by a process or exposition that systematically weighs contradictory facts or ideas with a view to the resolution of their real or apparent contradictions

[18] A law that has neither been created by the things existing in the universe, nor is it the outcome of human thought

[19] Knowledge that continues without interruption

validated and all-encompassing. That is, he reaches the stage of *Absolute Truth*[20] – the *Law of Nature*[21].

3. **To see whether or not the knowledge attained by man is based on truth, it is necessary to put it to test. If results are the way as hypothesized, it is true; otherwise not. The authenticity of this law can be verified through a *Pragmatic Test*[22] of knowledge.**
4. **Any act of man that is in accordance with natural laws, would give the right result.**
5. **This way, man does not formulate Truth or Law, he just discovers it as it already exists in nature; he just unbundles it.**
6. **The way to find truth is that a theory is developed and whatever result is deduced, is considered a *Concept*[23] that is then put to test. After each test, the level of knowledge would increase. This process may continue and thus a revolution can be brought in the internal and external world of mankind. Those elements that would stand in its way (to counter it), would be removed by brute force in the beginning. With the passage of time, however, a stage would come when everybody would accept it as a way of life. This is how the theory of Communism is put to practice. Without internal efforts, no revolution can come from outside. External factors do influence a revolution but internal change is always the driving force behind a revolution – a Communist Revolution.**

This is the concept expounded by Mao about knowledge. According to him, this philosophy is based on mutual relationship between knowledge and practice.

An Overview of this Philosophy

We have seen that the basic claim of *Dialectical Materialism*[24] is that there are two elements within all things in the universe. Both of these elements are in constant conflict. Consequently, an entirely new thing appears.

According to Mao Zedong, 'thing' is a comprehensive terminology that includes both living and non-living things; even human beings, human thinking, and social

---

[20] Whatever is true at one time and in one place is true at all times and in all places

[21] An order that governs the activities of material universe; a generalization that describes recurring facts or events in nature

[22] Test that concerns with facts or actual occurrences; practical things

[23] An idea of something formed by mentally combining all its characteristics; a construct

[24] The Marxian interpretation of reality that views matter as the sole subject of change and all change as the product of a constant conflict between opposites arising from the internal contradictions inherent in all events, ideas, and movements

and economic systems fall under its preview. As for the non-living things and animals, their growth and development is beyond the scope of this discussion.

As a matter of fact, principles and procedures of the development of material things is the concern of Physical Sciences. Therefore, such things should not come under the scope of Philosophy; though these days, there is a tendency to lay the foundations of even physical sciences on philosophy. This question, however, does not concern us. As such, we do not indulge in its details as we deal with human beings only. In this regard, we would bring, first and foremost, the question of human beings; and make it a point of discussion.

Mao Zedong has not specifically discussed in detail, the growth of human being. To him what principles or implementation strategies concerning all the things occurring in the universe are equally applicable to human beings. In other words, the same rules apply to the human species.

According to this philosophy, it is said that:

1) **the struggle (competition!) between opposing elements is a never-ending phenomenon;**
2) **each and every new thing comes into being because of this mutual conflict and is better than the previous one; and**
3) **according to this rule of evolution, there is no going back**

Here, an important question comes to the fore. According to this (dialectical) thought, man evolved, though slowly and gradually, from stationary matter. New thing about man is his intellect and his consciousness; rather self-consciousness. This is better and of higher order than of all the previous links. Now according to the unlimited (perpetual!) system of dialectics, what is going to happen after this? It is our daily observation that man's body becomes a lifeless matter after death. It decomposes after some time and converts into different chemical elements (iron, calcium, phosphorus, etc).

If man is the name of this (dead) body, then instead of taking him to the higher form, transformation has rather taken him back to the first link from where the evolution is said to have originated. When that's the case, then it is not evolution but reversal to its original form, caused by death. This is a lethal blow to the dialectics that took thousands of years to reach an advanced stage.

The Qur'anic analogy of an old women having spun thread through sheer hard labor, and later having torn it to smithereens; to start all over again the very next day, only to de-spin it once more, would be an apt commentary on the assumption about the reality of human beings, should that postulation be true.

Though a man's end occurs with his death, the human species perpetuate. A person, who dies, creates another one like himself. This supports the *Philosophy of Rebuttal*[25]. According to this philosophy, human being does not change into something else; he rather remains the same. Therefore, it cannot be termed *Progress*; it is rather *Repetition*. This is not like moving on a straight line; it is rather moving in a circle.

There is another dimension to this philosophy: instead of a 'being', man is rather a 'thing'. The question is whether a change can occur in him. According to the Law of Contradiction, he must be transforming into a different and superior being; though in fact, man does not remain as such, nor transforms into something superior. His physical being however, transforms into various material elements. This way, there is thus an end to his being a human entity.

Another question that comes to mind is: what are those two mutually opposite elements in a human being that are constantly at war with each other? True that there is a continuous process of *Anabolism*[26] and *Catabolism*[27] in a human body due to which old cells disappear and new ones come into being and a man's body keeps changing to new body. The system of collision however, ends with the death of a person. As against this, the basic principle of the philosophy of dialectics is that the *mechanism of conflict is never-ending*. Therefore, if a man is just what becomes of his physical being - that ends up with his death - would contradict the perpetuity of conflict. And with this, the entire philosophy of Dialectical Materialism would crumble like a house of cards.

If this conflict is not of cells then a question arises: what are those two (opposing) elements that are struggling against each other (within a human body)? One of these elements is our body that is known to us, while the second element should have been its 'opposite'. What is it, which element of the two is the dominant one, or the primary one, and which one is the secondary one? After some time, when these elements interchange their positions, or if one element ceases to exist, what would become of a human being? Obviously, when that happens, it could be the time *after* death. This amply clarifies the confusion created by the Theory of Dialectical Materialism that argues that death is not the end of it and contends that people and other bodies do perpetuate even after death.

These are some of the very pertinent questions that have no answer either in the Philosophy of Dialectical Materialism, or in the thoughts of Mao Zedong.

---

[25] A Philosophy that is the negation of a proof, argument, or evidence
[26] Anabolism allows human body to grow more cells while maintaining current tissue
[27] Catabolism, destructive metabolism, produces the energy needed for physical activity from a cellular level all the way up to any movement of human body

Another Important Point to Ponder

According to the Philosophy of Dialectics, it is acknowledged that universe is such that it is:

1. **not within the category of things;**
2. **not the product of contradiction and conflict;**
3. **eternal and permanent;**
4. **not the product of human mind;**
5. **existing externally;**
6. **universal fact;**
7. **absolute truth; and lastly**
8. **human mind can only reveal it but cannot create it**

And this whole phenomenon in itself is a Law of Contradictions. According to the material philosophy of life, existence of such a thing is impossible. But once its *being* is acknowledged and then if someone says that there is just not one but many such laws, the proponents of this philosophy cannot deny such laws, nor can they speak against these laws.

If according to this yardstick, a supporter of the Philosophy of Dialectical Materialism proposes to test the truth of a claim and according to a pragmatic test, proves some other law, then it will be incumbent upon the supporter to acknowledge that law also as Absolute Truth. This should be the logical outcome of such a claim.

The Third Point

In his quotes, Mao has said:

> ***"In the entire human history, Communism is the most complete, developing, revolutionary, vibrant, and the most suitable system of life. Its basic principles are against the Philosophy of Contradictions. According to this philosophy, not a thing, a thought, or a system can become complete at any point in time - it is always evolving and always keeps on changing. And this action of change is eternal".***

(To be continued)

============================

AS-SALAAT

By

Shahid Mahmood Butt

Face Book/Email:sila.law@gmail.com

=====================

THEY ARE THOSE WHO, IF WE ESTABLISH THEM IN THE LAND, ESTABLISH SALAAT AND GIVE ZAKAT, ENJOIN THE RIGHT AND FORBID WRONG: WITH ALLAH RESTS THE END (AND DECISION) OF (ALL) AFFAIRS. [Surah Al-Hajj (The Pilgrimage), 22:41]

- **"Salaat" is a very vast term**
- **It means complete submission and obedience to Allah Almighty**
- **"Salaat" includes "Namaz"**
- **When a Muslim submit himself to Allah's will in every matter of life then it means that he adopts "Salaat"**
- **Implementation of "Salaat" results into a society ordered and loved by Allah Almighty and its example is Madina-tul-Nabi established by the Holy Prophet Hazrat Muhammad (Peace be upon Him)**
- **"Salaat" refers to a complete system of Allah Almighty's obedience to achieve the objectives laid down by Him. This results in such an Islamic society which was established by Holy Prophet Hazrat Muhammad (Peace be upon Him) in Madina-tul-Nabi and same was expounded by Caliphs of Holy Prophet (Peace be upon Him)**

THE SYSTEM ESTABLİSHED THROUGH İMPLEMENTATİON OF "SALAAT" CAN BE VİSUALİZED THROUGH FOLLOWİNG VERSES OF SURAH NUMBER 24. AN-NUR (LIGHT) OF THE HOLY QURAN;

51. The answer of the Believers, when summoned to Allah and His Messenger, in order that He may judge between them, is no other than this: they say, "We hear and we obey." It is such as these that will attain felicity.

52. It is such as obey Allah and His Messenger, and fear Allah and do right, that will win (in the end).

53. They swear their strongest oaths by Allah that, if only you would command them, they would leave (their homes). Say: "Swear you not; Obedience is the real thing; surely, Allah is well acquainted with all that you do."

54. Say: "Obey Allah, and obey the Messenger: but if you turn away, he is only responsible for the duty placed on him and you for that placed on you. If you obey him, you shall be on right guidance. The Messenger's duty is only to preach the clear (Message)."

55. Allah has promised, to those among you who believe and work righteous deeds, that He will, of a surety, grant them in the land, inheritance (of power), as He granted it to those before them; that He will establish in authority their religion - the one which He has chosen for them; and that He will change (their state), after the fear in which they (lived), to one of security and peace: ' They will worship Me (alone) and not associate any with Me.' If any do reject Faith after this, they are rebellious and wicked.

56. So establish regular Prayer and give regular zakat (poor-due); and obey the Messenger, that you may receive mercy.

57. Never do think you that the Unbelievers are going to frustrate (Allah's Plan) on earth: their abode is the Fire - and it is indeed an evil refuge!

FURTHERMORE IN FOLLOWING VERSE OF SURAH (NUMBER 42) ASH-SHURA (CONSULTATION) ALLAH ALMIGHTY SAYS AS FOLLOWS;

38. Those who respond to their Lord, and establish regular Prayer; who (conduct) their affairs by mutual Consultation; who spend out of what We bestow on them for Sustenance;

- **"Salaat" is a collective cooperative system which emerges in the result of complete, comprehensive, and absolute submission to Allah Almighty and His Messenger (Peace Be Upon Him)**
- **This results into fulfillment of Allah's promise, that He will, of a surety, grant them (who believe and work righteous deeds), in the land, inheritance (of power), as He granted it to those before them; and that He will establish in authority their religion [Surah An-Nur (Light), 24:55]**
- **In such system all affairs are conducted by mutual consultation (Surah Ash-Shura (Consultation), 42:38)**
- **Springs of subsistence, resources, knowledge, food, facility, wealth and all which is bestowed by Allah almighty are open to all in system based on "Salaat" which results into the society as established by the Holy Prophet Hazrat Muhammad (Peace be upon Him) in Madina-tul-Nabi**

CHARACTERISTICS OF "MOSALEEN" IN THE LIGHT OF THE HOLY QURAN;

- *Those who patiently persevere, seeking the countenance of their Lord [Surah Ar-Ra'd (The Thunder) 13:22]*
- *Turn off Evil with good [Surah Ar-Ra'd (The Thunder) 13:22]*
- **Those who remain steadfast to their prayer [Surah Al-Ma'arij (The Ways of Ascent) 70:23]**
- **Those in whose wealth is a recognised right for the (needy) who asks and him who is prevented (for some reason from asking) [Surah Al-Ma'arij (The Ways of Ascent) 70:24-25]**
- **Those who hold to the truth of the Day of Judgment [Surah Al-Ma'arij (The Ways of Ascent) 70:26]**
- **Those who fear the displeasure of their Lord [Surah Al-Ma'arij (The Ways of Ascent) 70:27]**
- **Those who guard their chastity [Surah Al-Ma'arij (The Ways of Ascent) 70:29]**
- **Those who respect their trusts and covenants [Surah Al-Ma'arij (The Ways of Ascent) 70:32]**
- **Those who stand firm in their testimonies [Surah Al-Ma'arij (The Ways of Ascent) 70:33]**
- **Those who guard (the sacredness) of their worship [Surah Al-Ma'arij (The Ways of Ascent) 70:34]**
- **Those who adore and nurture the orphan [Surah Al-Ma'un (The Neighborly Assistance)107:2]**
- **Those who encourages and persuades the feeding of the indigent [Surah Al-Ma'un (The Neighborly Assistance)107:3]**
- **Those who are vigilant of their prayers [Surah Al-Ma'un (The Neighborly Assistance)107:5]**
- **Those who keep away from showoff [Surah Al-Ma'un (The Neighborly Assistance)107:6]**
- **Those who provide neighborly needs to others [Surah Al-Ma'un (The Neighborly Assistance)107:7]**

CONSEQUENCES FOR "NON-MOSALEEN" IN THE LIGHT OF THE HOLY QURAN AND THEIR NATURE;

- *Hell Fire [Surah Al-Muddaththir (The One Wrapped Up) 74:42]*
- *They do not pray [Surah Al-Muddaththir (The One Wrapped Up) 74:43]*

- **They do not fed the indigent [Surah Al-Muddaththir (The One Wrapped Up) 74:44]**
- **They used to talk vanities with vain talkers [Surah Al-Muddaththir (The One Wrapped Up) 74:45]**
- **They deny the Day of Judgment [Surah Al-Muddaththir (The One Wrapped Up) 74:46]**

CONCLUSION

Some sayings of Allah Almighty from the Holy Quran;

- **They said: "O Shu'aib! Does thy (religion of) prayer command thee that we leave off the worship which our fathers practised, or that we leave off doing what we like with our property? Truly, you are the one that forbears with faults and is right- minded!" [Surah Hud 11:87]**
- ***Those who patiently persevere, seeking the countenance of their Lord; Establish regular prayers; spend, out of (the gifts) We have bestowed for their sustenance, secretly and openly; and turn off Evil with good: for such there is the final attainment of the (eternal) home. [Surah Ar-Ra'd (The Thunder) 13:22]***

These verses transpire that "Salaat" is a comprehensive and absolute system which encompasses whole social life including economics, politics, and communal aspects. Namaz (Prayer) is a continuous endeavor and reminder to establish the system of "Salaat".

Those who arise for the accomplishment of "Salaat" system they spend every moment of their lives according to the will of Allah Almighty. Their all resources and abilities are always open to the welfare and benefit of public at large. There all capabilities are devoted to the triumph of Allah's orders.

Namaz (Prayer) is a five times reminder and preparation as well for the implementation of system of "Salaat".

"Salaat" is the only program, agenda and course for the betterment of entire humanity. It is the beautification and adornment of Islam.

(Our religion is) the Baptism of Allah. And who can baptize better than Allah. And it is He Whom we worship. [Surah Al-Baqarah (The Heifer), 2:138].

================